بتوفیق خدای جہان آفرین خالق آسمان و زمین نسخہ

گلزار ابراہیم

سنہ ۱۹۰۹ء

سنہ ۱۳۲۷ھ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوا

التماس

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود رہتا اور فہرست اُسکی ہر ایک شایق کو چھاپہ خانے سے ملسکتی ہے جسکے معائینہ و ملاحظہ سے شایقان اصلی حالات کتب کے معلوم کر سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے صفحہ مین سادہ بینا کتب قصہ جات نظم اور کتب قصہ جات نثر اردو کتب قصص نظم ورسی ذخیرہ فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب قصہ جات نظم

الف لیلہ منظوم۔ چار جلد مین جلد اوّل حضرت نسیم دہلوی و دوم وسوم از شایان لکھنوی۔

وچہارم از منشی شادی لال ہر ایک سخن گو ئی کے اُستاد۔

مجموعہ قصص۔ شامل پانچ قصہ۔

(۱) سوداگر بچہ (۲) قصہ ماہی گیر۔ (۳) قصہ حجّہ (۴) قصہ منصور (۵) قصۂ شاہ روم مختلف التصانیف۔

سنگاسن بتیسی منظوم۔ از منشی لکھن لال۔

چشمہ شیرین۔ قصۂ شیرین فرہاد۔

جوگن نامہ۔ از میان باطن اکبر آبادی۔

ایجاد رنگین۔ حکایات نصائح از میان سعادت یار خان رنگین دہلوی

مجموعۂ چوہے نامہ و بلی نامہ و چیونٹی نامہ۔ از بینی رام

پدماوت اُردو۔ از مولوی قاسم علی ترجمہ شعر شہر پدماوت ملک محمد جائسی۔

ایضاً۔ از عبرت و عشرت۔

مثنوی گلزار نسیم۔ قصہ بکاؤلی از پنڈت دیاشنکر نسیم لکھنوی

فسانہ عجائب منظوم۔ از منشی کھولا ناتھ۔

نلدمن۔ قصہ راجہ نل و دمن۔

ہدیۂ انظار۔ از مولوی ممتاز علی۔

مثنوی میر حسن۔ دہلوی۔

یوسف زلیخا اُردو منظوم۔ از شاعر تخلص نگار۔

شیرین خسرو با تصویر۔ از منشی گوبند پرشاد فضا مرحوم

بنجارہ نامہ۔ از میان نظیر اکبر آبادی۔

لیلی مجنون۔ میر تقی ہوس۔

بہار دانش منظوم۔ از تخلص تپش۔

مجموعۂ قصۂ سپاہی زادہ شامل بارہ قصہ۔ (۱) قصۂ سپاہی زادہ (۲) چار باغ رنگین (۳) قصہ محمود شاہ (۴) سوداگر بچہ (۵) عاشق کا جنازہ (۶) قاصد نامہ (۷) ہنس نامہ (۸) تندرستی نامہ (۹) دُکھ سُکھ نامہ (۱۰) دولت نامہ (۱۱) بھونچال نامہ (۱۲) رنگین نامہ۔

طلسم شایان داستان امیر حمزہ۔ (۱۳) از منشی طوطا رام شایان

ترجمان عصمت منظوم۔ از منشی کریم بخش تخلص احقر۔

نالۂ منظور منظوم۔ از سید منظور احمد۔

بکٹ کہانی۔ از الٰہی بخش۔

سراپای تصویر غم۔ از منشی اشرف علی تخلص مست۔

باغ عاشق۔ قصہ گل وصنوبر از پنڈت کنہیا لال

گلدستہ شجاعت۔ ترجمۂ اردو نظم سکندر نامہ بحری بری از مولوی غلام حیدر گوپاموی۔

بتوفیق خدائے جہاں آفرین خالق آسمان و زمین
سنہ ۱۹۰۹ء
گلزار ابراہیم
سنہ ۱۳۲۷ھ
مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ دفتر دوسرا ہی بحر الحقیقت کا اور نام اسکا گلزار ابراہیمی ہی اسمین بظاہر قصہ ہی عاشق ہونیکا ادہم کے اوپر دختر بادشاہ بلخ کے اور تکالیف اور محنت کھینچنے انکی عشق مین بادشاہزادی کے اور مرجانا بادشاہزادی کا بیمار ہوکر اور بعد مرنیکے قبر سے نکال لیجانا ادہم کا لاش کو بیقراری عشق مین اور پھر زندہ ہونا اُس دختر کا اور نکاح ہونا ادہم کا اُس شاہزادی سے اور پیدا ہونا حضرت ابراہیم کا اُس دختر سے اور دریافت ہونا بادشاہ بلخ کو حال زیب دختر کا اور لانا بیٹی کو اور ابراہیم کو اپنے گھر اور بعد بلوغ کے ولیعہد کرنا ابراہیم کو سلطنت پر اپنی اور ترک کرنا بادشاہی کا اور درویش ہونا انکا یہ قصہ ظاہر مین بطور افسانے اور کہانی کے ہی اور مراد اس سے اور ہی اور نظر غور سے یہ حال ہر ایک بشر کا ہی اور اسرار باطن کے بہت اسکے اندر مندرج ہین اگر بنظر غور کے سمجھے اور گوش دل سے سُنے پنبہ غفلت کو نکالے تو اکثر راز باطن کے منکشف ہووین اور فائدہ کلی حاصل ہو عاقلونکے واسطے طغرای ہدایت اور غافلون کے لیے افسانہ اور حکایت ہی یہانسے شروع ہی حمد اور تعریف اللہ تعالی جلشانہ کی اور بیان قدرت کاملہ اُسکی کا بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اُس خدائے پاک کو — مرتبے جسنے دیے ہین خاک کو
حمد ہی اُس مالک جبار کو — رزق جو دیتا ہی ہر جاندار کو
حمد کرنا کب ہی مقدور بشر — کہتے ہین کچھ عبادت جانکر
حد سے زائد حمد خلاق قدیر — خون کو جسنے کیا پستانمین شیر
آدمی کو خاک سے پیدا کیا — اپنے اوپر آپ اُسے شیدا کیا
عرش و کرسی پر بشر راہ دی — لامکان تک اُسکے جولانگاہ کی
عشقبازی آپ ہی سیکھی اُسکی — جب ہوا وہ محرم راز حقی
حسن کی اپنے دکھا کر آب و تاب — عاشقونکا دل کیا غم سے کباب

ہے اسی سے طغیانی و فسق و سرکشی — اس سے بندہ پروری ہوتی ہے
فہم سے برتر ہے اسکا کاروبار — نیک و بد ہر چیز ہے اسی کا اختیار

ملحد و مشرک بت پرست بت تراش — گبر و ترسا جہود و بدمعاش
ہے ربط آشنائی ہے اسے — دلمیں ہر اک کی سمائی ہے اسکی

دوستوں سے گاہ ہو بیگانگی — دشمنوں سے ہو کبھی ہمخانگی
دوستوں کو وہ در بدر رسوا کرے — دشمنوں کا جو کہیں کہنا کرے

کعبہ میں پیدا کرے زندیق کو — لاوے کعبہ سے وہ صدیق کو
عالم و فاضل ہو شیطان لعین — امی مطلق ہو خیر المرسلین

بلعم باعور کو دوزخ ملے — جتنی ساحر نہیں فرعون کے
چاہ بابل میں معلق ہوں ہلاک — ہو مقام زہرہ بالای فلک

پشہ سے نمرود کو فاش شکست — باد صرصر سے ہو قوم عاد پست
زوجہ فرعون ہے ہو و طاہرہ — اہلیہ لوط نبی ہو کافرہ

پرورندہ جسکا ہو روح الامین — ہو وہ گوسالہ پرست بالیقین
زادۂ آذر خلیل اللہ ہو — اور کنعان نوح کا گمراہ

دشمنوں کو دیں ہزاروں نعمتیں — زرق و صحبت علی الصد ہا تابعین
دوستوں کو اپنے رنج دیتا ہے — مبتلا ہوں امتحان کیو سطے

روئے تا روتے بے بصر یعقوب ہو — طعمہ کرمان تن ایوب ہو
ہو کوئی مقبول آرے سے دو نیم — طشت میں یحییٰ کا سر کاٹیں لئیم

گبر و ملحد کو کرے تصدیق وہ — دم میں مومن کو کرے زندیق وہ
دیر کو مسجد کرے مسجد کو دیر — غیر کو اپنا کرے اپنے کو غیر

کربلا میں قرۃ العین نبی — لعل زہرا کا حسین ابن علی
ظالموں کے ہاتھ سے یوں ہو شہید — اور اپنا کام دل پاوے یزید

ہو حسن کا زہر سے ٹکڑے جگر — دشمنان حق کو گردون کر و فر
عقل سے برتر خدائی ہے تری — فہم سے باہر خدائی ہے تری

کچھ نہیں دم مارنیکا ہے مقام — ہو سکے کب حکمت تیری فہم عام
جو کہ تو کرتا ہے بر حق جا بجا — عقل اسکی کنہ کو پہنچی کیا

کرتا ہے جو جو کہ تو گا کاریان — عقل بندی کی کہاں پہنچے وہاں
خاک سے پیدا کرے الماس کو — سنگ میں تابش سے خور کی لعل ہو

آب سے ظاہر کرے خشتان گہر — قطرہ ناپاک سے پیدا بشر
ریگ سے پیدا کرے الماس کو — سنگ میں تابش سے خور کی لعل ہو

آگ سے پیدا سمندر کو کرے — طعمہ جاندار کو اخگر کو کرے
ختم تجھپر ہو گئی صنعتگری — ہر ہر اک برتر سے تجھکو برتری

یہ معاذ اللہ میں نے کیا کہا — ہو گئی مجھسے بری فاحش خطا
برتری کسکو ہے اسکے سامنے — بہتری کرنیکا دعوی ہے کسے

مہتری برتری ہے ہو عیان — اسکے آگے ذکر اسکا ہے کہاں
ہر ترو نکا چاک ہوتا ہے جگر — آب بہرہ بہتران کا سر سپر

ہیں یہاں جو برترین برتران — کمترین کمتران ہے وہ یہاں
ذرہ میں ہے جسکا آوازہ بلند — اسکے آگے ہیں ذلیل و مستمند

چرخ این باعظمت و باآب و تاب — ہے ترد ریاے قدرت کا حباب
لیکے ماہی سے ہر ایک ہے ایما — تیری یکتائی پہ یارب ہے گواہ

تیرے لائق گو نہیں میری ثنا — میں عبودیت کو لاؤں ہوں بجا

بیان اپنے عجز اور قصور کا اور نہو سکنا حمد رب غفور کا

تو بھی میری حمد کو مقبول کر — کرے عیب و نقص پر اسکے نظر
تو نے خود پیدا کیا مشت ضعیف — ہو وے ناقص تحفہ مرد ضعیف

کی زبان کو تو نے گویائی عطا — ہو سکے کیا اس سے پھر تیری ثنا
میں سخندان تو سخن پیدا کرے — میں نہ باندان نعرہ دہن پیدا کرے

میں ثنا گو اور تو خلاق آفرین — میں بشر ہوں تو ہے رب العالمین
ہو زبان اک رہ رحم و غضب — حمد اے خالق بیان اس سے کیا

اس سبب سے تیرا نام پاک لوں — سخت میں گستاخ ہوں بیباک ہوں
آب کو شر سے اگر دم ہو وال سے — تو بھی وہ لائق نہ ہو اسکا مگر

فہم سے بڑھ کر جو ہو صد سالہ راہ — کیا کرے واں بندۂ بے دستگاہ
جس جگہ جلتے ہوں بال جبرئیل — اس جگہ دم مارے کیا مچھر ذلیل

ہو خیال و وہم سے بھی جو پرے — کام کیا واں فہم کی تیزی کرے
سوختگی اپنی ہی آئے کام کیا — ہو جہاں عاجز عقول انبیا

ماعرفنا جس جگہ بولیں نبی — حمد کیا اُسکی کرے مجھسا غبی
حلقۂ زنجیر آسا پیچ و تاب — کھاتے ہیں مضمون دل میں بیحساب

سینے میں ہے بحر مضمون موجزن — پر وفا کرتا نہیں اسکو سخن
تو بھی کچھ حمد و ثنا تلقین کر — عقل میری ہو گئی ہے کور و کر

گر کرے لطف الٰہی تو عطا — حمد کے مضمون ہوں مجھسے ادا
تجھپہ روشن ہیں مضامین دلے — کھینچتا ہے رنج اب بیجا صلے

ہیں جو پوشیدہ جو تھے دو سینے میں — سو گئے ہیں گو اسی گنجینے میں
یا الٰہی یا الٰہی یا الٰہ — میں ہوں تیرا بندۂ بے دستگاہ

مناجات جناب الٰہی میں

ہو سکوں تجھ تک مجھمیں ہمت نہیں — دور ہوں تجھسے طاقت فرقت نہیں
گر بیاں اپنی کروں میں بیکلی — فاش یا اپنا کروں راز دلی

تو وہ گستاخی ہے بیجا کی ہے آہ — جب ہوں تجھ سے جان ہے غمسے تباہ
عالم برزخ میں ہیں ہم بے تن — جان کو میری نہیں کچھ اطمینان

زندگانی ہے مری جی کا وبال — بے حضوری کے تری ای ذوالجلال
ہے نفس سر اک تفنگ جانستان — ہے سر سوئے مژہ نوک سنان

بے تری دیکھے لقا کیا دیکھوں بھلا — بے ترے بولوں تو کیا بولوں بتا
بند تن ہے مجھکو بند آہنے — جسکی کڑیاں نخوت و کبر و منے

طمع و حرص و بخل و حب مال و جاہ — عجب و پندار و ریا میں ہے الٰہ
رکھ مری شمشیر ہمت اس پر — قطع ہو یہ بند جس سے سربسر

گر نہ ہو تیری عنایت کی نگاہ — تو ہوا اس بند میں بندہ تباہ
دام میں حرص و ہوا کے گر ہے بند — چاہتا ہے مجھسے پرواز بلند

آہنی اک تجربہ میں نقش کچھ قید — حکم فرماتا ہے کر عنقا کو قید
گر یہی منظور ہے تو دے بتا — اور یہ بدبخت کر مجھسے جدا

ہو سکیں آہن نہ جو خود آہن ربا — کاہ میں ہوں کر تو کاہ ربا
تب بر آوے کچھ تمنا دلی — ورنہ ہے سب جستجو بے حاصلی

اے اگر مولیٰ نہ بندہ کی خبر — ہے تلاش اسکی سراسر دربدر
سر پٹک کر مر گئے صدہا بشر — کچھ ہوئی محنت نہ انکی کارگر

وہ بتا رستہ کہ اک مقراض لا — پھیری ہر ایک بند کو کر دے جدا
کھینچ لیجا بحر وحدت تک مجھے — دی وہ پونہچا تہہ الفت تک مجھے

کر عطا دل کو مرے ایسی طپش — جس سے جلکر خاک ہو سب غل و غش
مور کو ہو سیر کعبہ کی ہوس — پر ہے بیچارے کو کب یہ دسترس

بال و پر اپنے بچھا لے گر ہما — تب بر آوے اسکے دل کا مدعا
باری رحمت کے ہما کو حکم ہو — تا وہ اس زار ضعیف و خستہ کو

بال شفقت پر اٹھا کر لیچلے — طوف کعبہ کو اڑا کر لیچلے
جسکو تو بیرنج چاہے گنج دے — جس سے چاہے گنج لیکر رنج دے

ہیں تری مخلوق دونوں رنج و گنج — ہیں ترے قبضہ میں یا رب گنج و رنج
رنج محرومی کو میرے دور کر — گنج عرفاں سے مجھے معمور کر

رنج مجبوری میں جی ہے مبتلا — راہ اپنی تو مجھے یا رب بتا
تو ہی مرشد تو ہی ہادی ہے مرا — دیو غول نفس سے مجھکو بچا

غرق بحر معصیت ہوں آہ آہ — انتظار معرفت ہوں آہ آہ
ہیں ذلیل و خوار و زار و مستمند — عاجز و مسکین ہوں و ناپسند

تو غنی و مغنی و عاجز نواز — پادشاہ ذوالجلال و کارساز
باسط و رزاق و ستار عیوب — قاضی حاجات و غفار ذنوب

تو گروں سے جگہ بدتر ہے یہاں — مجھسے سو درجہ ہیں بہتر سگاں
جس سے بدتر اس جہاں میں کچھ نہ ہو — اس سے سو درجہ ہیں بدتر یا الٰہ

ہیں وہ گویا بدر افلاک ہدیٰ — پیشوائے راہ دین مصطفیٰ
جنکو پیغمبر کہے نجم الہدیٰ — انکو سمجھے جسکو تو سمجھے برا

گر برسے وہ ہیں تو بہتر کون ہے — گر وہ بے رہ ہیں تو رہبر کون ہے
مستفیض ایسا انکی ہیں وہ انجم سموات — اس سبب قرآن ہے خیر القرون

گو کرے صد ہا برس چلہ کشی — کفش پا کو انکے کب پہنچے کوئی
بالیقین اصحاب کی ہے خاک پا — تو تیائی دیدہ ہائے اولیا

تھا نبی کی انہیں صحبت کا اثر — جسم انکا روح سے ہے پاک تر
کر چکا میں یہ بلاغ بس یہیں — آگے اس سے تیر کچھ تیرے یقین

خالق تاثیر ہے پروردگار — خلق میں ہمکو نہیں کچھ اختیار
ہاں مگر تاثیر دے اسمیں خدا — دل میں تیرے ہو اثر اس عرض کا

گوشہ خلوت میں کرکے بند باب

سبب تالیف کتاب

ایک دن کرتا تھا میں سیر کتاب

شوق دل سے با ہزاران التماس — دیکھتا تھا میں کتاب اقتباس
اسمیں ہے مسطور حال اولیا — من و عن تفصیل سے ہے سب لکھا

حال پیدائش کا ابراہیم کی — دیکھکر مجھکو عجب حیرت ہوئی
تھا پدر انکا فقیر بینوا — کہتی تھی ادہم اسے خلق خدا

اتفاقاً وہ بفرمان قضا — دختر شاہ بلخ پر عاشق ہوا
عشق کا انکے ہے افسانہ عجیب — ہے بہت نادر حکایت اے لبیب

اس سے پیدا ہوا ابراہیم کا — ہے عجب اچھی یہ رنگین ماجرا
دیکھکر وہ داستان دلکشا — غنچۂ پژمردۂ دل وا ہو گیا

دل میں یوں آیا کہ بس یہ داستان — کیجیے ہندی میں لیاقت سے بیان
خلق کھولے چشم عبرت سے ذرا — دیکھئے خالق کی نئی صنعتگری

جلوہائے قدرت حق دیکھکر — خواب سے بیدار ہو ہر ایک بشر
تھا یہ قصہ خلق میں گو مشتہر — میں نے کھولا اور راز مستتر

صورت قصہ ہے قشر و راز خند — ہے وہ افسانہ مگر ہے وعظ و پند
ہو خرد تجھکو تو کافی ہے یہی — رو برو ہونیکو وافی ہے یہی

دونوں کے حق میں ہے لیکن سودمند — پردۂ افسانہ میں ہے وعظ و پند
کھیل اسکو تو نہ ہرگز جاننا — اسکو تو اچھی طرح پہچاننا

گوہر تابان و در آب دار — خلق پر میں نے کیے ہیں نثار
چاہیے پہلے یہیں سب اہل دل — لیں گہرہائے معانی متصل

اسکو گنج بادآورد جان تو — مخزن یاقوت و گوہر جان تو
ہے نگارستان نہیں یہ مثنوی — مغز معنی ہے نہیں یہ مثنوی

پیر و مرشد ہے مری اقتا ہے — کاش سمجھے کوئی اسکے مغز کو
راز مخفی کو کیا میں نے عیاں — قصے کے پردے میں ہے افسانہ جوان

تو بھی اس نحو معانی پہنچ — چھوڑکر رمز نہانی کو ہے پیچ
گوش دل کو کھول تا ہو تجھکو خبر — تاکہ ان باتوں کا دلپر ہو اثر

تا نہو برباد میری جانکنی — نہوے برباد میری جانکنی
کھینچی تکلیف و رنج بیکران — میں نے کھولے اسمیں اسرار نہان

سمجھے تو دل سے گر اسکا مدعا — ہو وہی بس رہبر راہ خدا

آغاز داستان عشق ادہم کا دختر شاہ بلخ پر اور رنج و تکلیف اٹھانی بیحال مضطر چھپکانا بادشاہ کو شورش کا اپنے باغ و راغ کو اور جانا بادشاہزادی کا سیر باغ کو

عشق کی ہر دم نئی ہے داستان — عشق ہے صیقل گر آئینہ جان
عشق سے پیدا ہوئے کون و مکان — عشق سے روشن ہیں یہ دونوں جہان

عشق ہے بیماری دل کا طبیب — عشق ہے تریاق فاروق لبیب
عشق جسمیں نہیں وہ دل نہیں — گل سے بدتر ہے وہ دل اے مرد دین

بیخزاں ہے عشق کا باغ و بہار — عشق کا ہر دم نیا ہے کاروبار
تا ابد سرسبز ہے گلزار عشق — روز افزوں ہے فقط بازار عشق

مرحبا اے عشق [illegible] — مرحبا اے عشق فرخندہ صفت
مرحبا اے شہسوار لامکان — مرحبا اے رہنمائے گمرہان

دیکھکر دلچسپ اُس جا کی فضا — متصل اُس شہر کے رہنے لگا
دور آبادی سے جاے ارجمند — کی اقامت کیلیے اپنے پسند

سیر کرنیکے لیے وہ بے پناہ — شہر کے اندر بھی آتا گاہ گاہ
مرغ وحشی کی طرح سب سے جدا — سیر کرکے شہر کی جاتا چلا

نے کسی سے اسنے کچھ بول چال — کھانے پینے کا کسی سے نے سوال
صحبت مردم نہین مد نظر — پھر چلے آنا تماشا دیکھکر

تھا ازبس درویش خود بھی با جمال — گلرخون سے دلکو تھی نفرت کمال
دیکھتا جس جا کوئی صورت حسین — کرتا وقفہ اُس جگہ پر دو مین

ایکدن ناگاہ از حکم قدر — شاہ کے در پر ہوا اُسکا گذر
خلق کا دیکھا وہان پر اژدہام — اور زائد حد سے اسپ و خدام

تھے کھڑے سب بانقیب و چوبدار — اور پیادے بے حد و بیحد سوار
سیکڑون حاضر غلام ماہرو — دست بستہ صف کشیدہ روبرو

غرق لعل و زر مین از پا تا بسر — زرق برق ایسی کہ خیرہ ہو نظر
اتفاقاً ہو گیا وہ بھی کھڑا — دید ہر اک کی وہان کرنے لگا

کر رہا تھا چشم عبرت سے نظر — گونہ گونہ صنعت اللہ پر
اس مین غل ہے ہر طرف چوبدار — ای جوانو جلد تم ہو ہوشیار

جلد ہو جاؤ دو طرفہ دو قطار — ہو پیادے آگے اور پیچھے سوار
دختر شہ کی سواری آ گئی بس — جمع جلدی تم کرو اپنے حواس

با ادب آہستہ ہے تاکید حکم — ایکسا جلدی نہ جاؤ تم قدم
باغ مین جاتی ہے وہ عفت مآب — دل کے بہلانے کو با جاہ و تاب

جس محافہ مین تھی شہزادی سوار — تھے جڑے لعل و زمرد بیشمار
کیا محافہ کا کرون اسکے بیان — لعل و یاقوت و زمرد کا تھا کان

پوشش زربفت اسکے دیکھکر — چوندھیا جاتی تھی سورج کی نظر
موتیونکی ایک جھالر جگمگی — تھی عجب صنعت کی گرد اسکے لگی

جسکا ہر موتی تھا دُرِ آب دار — کہکشان سچ جی سے ہو جس پر نثار
عالم حیرت مین ششدر تھا کھڑا — ایک گوشے مین الگ سب سے گڑا

اتفاقاً اُس محافہ کو اودھر — خواہش تقدیر لائی کھینچکر
کھینچ لائی اُس پری رو کو قضا — جسطرف بیچارہ وہ بھی تھا کھڑا

ہونیوالا ہوتا ہے کوئی جو کار — غیب سے ہوتی ہیں اسباب آشکار
سب کو پند ہے کہ عقل اسمین نہین — ہو وہی جاہے جو رب العالمین

ہو اگر اسباب ظاہر عذر ور — یہ بھی اپنے ہی سمجھ کا ہے قصور
موجد اسباب علت ہے جدا — درمیان ہے تو بھی یہ پردہ اٹھا

کسب بندے کا اگر ہو کام کا — کسب کرے مقصد مین ہو پورا خطا
ہر یقین ہو کسب سے شاہ جہان — صاحب حشمت امیر کامران

نیک بد مین دخل گر اسکا ہوا — پھر وہ بندہ کب یہ اصلی ہوا
کسب مین بھی ہو نظر رزاق پر — عقل و صنعت کو اگر رکھتا فقیر

ہون بھی صناع و کاریگر خراب — اُسطرف سے گر ہو مفتوح باب
ہے کلید قفل غیبی کسب یار — جب کیا تونے بجد و جہد کار

اپنی حکمت سے وہ شاہ با سخا — تجھکو پر دیتا ہے باب رزق وا
کسب کر لیکن خدا کے نام پر — کچھ بھروسا کر نہ اپنے کام پر

جبکہ باتین ہیں یکسان تو — یہ توکل ہے اسے پہچان تو
دوست رکھتا ہے توکل کو خدا — اسکو تو ہرگز نہ بھولے با وفا

جبر ہے خنظل توکل قند ہے — جبر ہے بند و توکل پند ہے
جبر مردود و توکل منظر دین — جبر ہے صبر و توکل انگبین

فرق اسمین ہے ہے صد سالہ راہ — تجھکو اے غافل ہے لازم انتباہ
آئی جب اسکی سواری متصل — دیکھنے اسکو لگا خستہ دل

تند ایسی غیب سے آئی ہوا — اُس محافہ کا دیا پردہ اٹھا
جمع پہلے سے ہوا اسباب عشق — ہو گیا مفتوح ناگہ باب عشق

دیکھکے اُس شاہزادی کو بے نقاب — دل ہوا اُسکا سپند آسا کباب
دیکھکر وہ طرز وہ اسلوب خوب — بحر حیرت مین گیا وہ ڈوب ڈوب

کہربا دے فدا ہو کاہ پہ — کر ذرا اُسکی کشش پر تو نظر
کوہ میں گر ہو مثلِ جو چھپا — کب ہے جنسان میں نہ ہو لعل بہا
اس جہان کے کام کا سب انتظام — عشق ہی پر منحصر ہے والسلام
بعد اسکے پھر نہ کی جنبش ذرا — مقصدِ قلبی جو تھا حاصل ہوا
شاہزادے نے بعزّ و احترام — دفن کا اُسکے کیا پھر اہتمام
اپنی اس حرکت سے وہ نادم ہوا — سود کیا جب تیر زہ سے چھٹ گیا
دل میں کر تجویز پھر کر لب کو وا — نا دہاں جان نہ ہو تیرا کہا
گو نہ تھا ہر شیشہ سہل اے خوش خصال — لیک پھر ہو نہ اسکا انفعال
گرچہ توبہ ہیں خدا مقبول ہے — گنہ اُسکی لیک بس مجہول ہے
وہ ندامت پر ہی قابو میں نہیں — چاہ کے اندر نہ گرا ہی مردِ دین
چاہیے توبہ میں جو صدقِ یقین — تیرے دل میں لا کھوں ہیں خطائیں
گرچہ علم انداز ہوا اے جان تو — ہو نہ ہر گز شیر زنگ سے دو بدو
خرم سو را لظن کو کر تو اختیار — کار بد سے دور رہ اے مرد کار
اشک سے اپنے دیا نالہ بہا — پھر اُسی پانی سے غسل اُسکو دیا
پھر وہاں اک خانقاہ آسا بنا — گرد مرقد کے مکان دلفزا
سر کیا جب راہ دل میں فدا — وصل جب معشوق کا حاصل ہوا
جان و تن کو گر کرے تاراج عشق — تو سمجھ اسکو کہ ہے معراجِ عشق
دل نے اوہم کو دیا اسکو جواب — مجھکو کچھ ہر گز نہ ہوگا اضطراب
اتنے میں پھر شور و غل برپا ہوا — یعنے اپنے گھر چلی وہ دلربا
اطلس و دیبا و زربفت و قصب — سندس و استبرق و خز و عنب
با دل پر درد گریاں زار زار — پیچھے اُسکے ہو لیا وہ دلفگار
مثلِ آئینہ کے بھوچکا رہا — سر کو دیوار و در سے ٹکراتا رہا
رحم اللہ کرے میرے حال پر — نام سے اُسکے مجھے دیجے خبر
بولے دربان اے فقیر خستہ جان — ہے یہ لڑکی دخترِ شاہِ زمان
بادشہ کا غصہ ہے قہرِ خدا — اس سے ڈر لازم ہے اے مردِ خدا

دیکھ حال اُس جان بے مقناطیس کا — کیا ہی اسکا جذب ہے
گر صدف کو عشق پانی کا نہو — قطرہ قطرہ گوہرِ یکتا نہو
سر کو شہزادے نے لیکر ہاتھ پر — اپنے سینے پر رکھا با چشمِ تر
اپنے پانون پا کے گھر سے گیا — آیا سب سے پاس ربنے کے گدا
دیکھکر یہ حال وہ جانِ جہان — اسقدر رویا کہ یا رب الامان
ابتدا میں سوچنا ہے سودمند — حرف بیجا سے کہ دل لب کو بند
ہے زبان تیری کلیدِ قفلِ دل — وہ نہ کرتا جس میں ہو منفعل
باز رہ اوّل گنہ سے اے جوان — تا نہ ہو آخر کو تو خوار جہان
جو ندامت چاہیے تو ہے یار — وہ نہیں ہر وقت ہوتی [illegible]
اس سے بڑھکر ہے ہر گز گناہ — بخشدیگا جرم تو بے [illegible]
زہر ہے پاس ہے تریاق کے — آگ سے بچ گرچہ پانی میں ہے
پیر نا آتا ہو گر تجھکو ہزار — قصہ جیحون میں ہے غوطہ زار
اُتنا رویا غم میں اُس کے یار ہر — دھویا آبِ اشک سے سر کا لہو
آخرش رو حال میں جی صرف کر — دفن یار کے کر دیا بیرونِ در
لذتِ دنیا کو مطلق چھوڑ کر — بیٹھا اس مرقد پہ وہ زیبا لبس
ایک سر کیا ہے ہزاروں سر فدا — اس حقیقت کو سمجھ جاتا تھا
جب تلک وہم ہے دل نے دہان — سر کے دینے پر ہوا حاضر یہ جان
لاکھ جی گر دے اگر فرضاً حسن — وہ بھی ہیں کر دوں فدا [illegible]
ہو کے پھر اپنے محافہ میں سوار — صحن و شہر اُسکو کیا باغ و بہار
تن پہ سرکی بھی نہ تھا کچھ — ارض صحرا رشکِ صد افلاک تھی
گھر میں جب داخل ہوئی رشکِ قمر — رہ گیا اور ہم کھڑا بیرونِ در
پوچھا دربانوں سے یہ جانِ جہان — کون تھی کچھ بتا دو اسکا نشان
تا کروں اس نام کو وردِ زبان — بے شکر ہوں تا مری کام زبان
اس خیالِ خام سے اپنے گذر — تا نہ ہو اسبات کی شہ کو خبر
پوچھا اُسنے ہے کہاں وہ بادشاہ — جسکی دختر ہے یہ رشکِ ماہ

رونق افزا ہو جہان جیسے کہ ہو | تا کرون آداب مین اُس شاہ کو
حکم پادشون کو تھا میر و گدا | جو کوئی چاہی وہان آ دے چلا
کوئی مانع ہو نہ اسکا زینہار | داد کو تا پہونچی ہر مظلوم خوار
کر رہا تھا بادشہ دربار عام | تھا وہان خلق خدا کا ازدحام

جانا ادہم کا پاس بادشاہ بلخ کے اور سوال

شاہ والا جاہ کا پا کر پتا | بر سر دربار ادہم بھی گیا
بر راست جانب پکڑ اُٹھا وزیر | اس سے بولا اپنی وہ تھا بیٹھرا
کس لیے غمگین ہو حیران ہو کھڑا | مدعا کیا ہے دل درویش کا
کر عطا جو شے اسے مطلوب ہو | گو کہ وہ کیسی نفیس و خوب ہو
مالک خلاق و دارائے جہان | رد نہین کرتا سوال عاجزان
سو اگر وہ شے تری حق مین نہ ہو | رد ہے اُسکا سوا چاہے فزون
لیک کب سمجھے اسے عقل بشر | عقل کل کے فہم سے ہے جو بدر
طفل گو رو رو کے مانگے انگبین | باپ جز حنظل کے سوا دیتا نہین
تو تو ہے جویائے مال سیم و زر | اسکے اندر ہے ترے جی کا خطر
اسلیے کرتا ہے رد اسکو خدا | تا نہو تو سو بلا مین مبتلا
سنتے ہی جھٹ پٹ وزیر باوفا | بادشہ کے حکم کو لایا بجا
بعد ازان پوچھا بیان کر مدعا | کیون کھڑا ہے مقصد قلبی ہے کیا
پوچھتا ہے حال تیرا بادشاہ | کسلیے ہے یون تری حالت تباہ
بادشہ سے کہیکے تو میرا سلام | بعد اسکے پھر یہ کہدینا پیام
گو کہ مین درویش ہون مفلس غریب | پر حسب مین ور نسب مین ہون نجیب
گر نہ ظاہر پر کسی سے ہو نظر | بندے اک اللہ کے ہین سارے بشر
آگے حق کے کیا ہے قدر بے نظر | ایکسان ہین ہم فقیر و ہم امیر
اپنے ہی دل مین کہا کر پیچ تاب | کچھ نہ ادہم کو دیا اسنے جواب
گو کہ غصے کا نہایت جوش تھا | رعب سے شہ کے دیا خاموش تھا
بادہ نار جہنم ہے غضب | سرد ہو بے ہوش کا بل کر کے سب

دل ہی دل میں اپنے کہتا تھا وزیر ہے جو ابتک یہ مرد فقیر
بینوائی میں ہے یہ کم بینی ہے یہ بیشک لائق گردن زدنی
بعد ساعت کے کہا شیریں زبان عرض کر حال دل خستہ جان
کیا کہا تو نے کیا اسنے سوال کر بیاں مجھسے مفصل سا حال
سنکے پھولا وزیر خوش خصال عرض کے قابل نہیں اسکا سوال
جو کہا ہے اسنے ای شاہ زمن میں نہیں کہہ سکتا ہرگز وہ سخن
طبع کو سننے سے جسکے رنج ہو عرض ای شہ کیا کروں اسکا تو
سینہ مردم ہے صندوق ای پسر ہے زبان جسمیں کلید خیر و شر
بات کوئی دیتی ہے آتش لگا اک سخن ہوتا ہے دُر بے بہا
ہے زبان تیری کلید غیب لفظ ایسا تو نہ کہہ جسمیں ہو عیب
ملتئم ہوئیں جراحات سنان اچھا ہوتا ہے نہیں زخم زبان
گر ضرورت میں لبونکو ہے وا ایک ہو ہر حرف در بے بہا
کچھ نہیں معلوم جبتک لب ہیں بند شہد و حنظل ہے اندر یا کہ قند
جب کیا اپنے لبونکو تو نے وا راز سر بستہ ہویدا ہو گیا
ہے یہ گویائی طلسم بے نظیر سوچ کے کر تو کلام دلپذیر
ہے اسی سے جان کا تیرہ خطر اور ملتا ہے اسی سے سیم و زر
اک سخن کہنے سے ہو صدر جہان اک سخن سے ہو جو جنبش ہے امتحان
ایک کلمہ سے ہو ظاہر صدق و رز ایک سے پیدا ہو صلح کی اجل
چاہیے پرہیز او حفظ لسان تا کہ ہو سر دفتر اہل زبان
شاہ نے ہر چند کی تفتیش حال کچھ نہ بولا وہ وزیر خوش خصال
گو نکلی اسکے زبان سے قیل و قال پر عیان تھا اسکے چہرہ سے ملال
آخر ادہم کو بلایا شاہ نے سامنے اپنے بٹھایا شاہ نے
وضع درویشانہ اسکی دیکھ کر شاہ کے دل پر ہوا اتنا اثر
دل میں سمجھا ہے یہ مرد با خدا عابد و زاہد کریم و پارسا
مرد حقانی کی پیشانی کا نور کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور
ہے اثر سجدوں کا سیما سے عیان پیش چشم عاقلان و کاملان
رعب شاہانہ جو ہو صاحبت سے ہیبت حق ہے نہیں خلق سے
آئی تنہا عیب سے سب انبیا پادشاہوں کو مطیع اپنا کیا
مرد حق تنہا نہیں ہے بیگمان وہ نہیں کھاتا ہے فوج بیکران
حفظ حق ہر وقت ہے اسکا نصیر جابر و ظالم سے اسکو ڈر نہیں
اہل دل ہیں سب تونگر بادشاہ گو کہ ظاہر میں ہیں انکا حال تباہ
حال ظاہر ہے نہ کر ہرگز نظر معنے ہیں لفظوں کے اندر غور کر
بسکہ معنی رکھتی تھی خوب عصا لشکر فرعون کو غارت کیا
شہ نے پوچھا با ادب و شرم سے کر بیان جو کچھ تمھا ہے سخن
کہا ہے وہ راز نہانی ای فقیر جسکو سنکر ہو گیا برہم وزیر
جب کہا ادہم نے ای شاہ زمن دو مہینے سے ہے غمگیں دلربا
بندۂ عاجز ہوں مسکین و نحیف کمتر از خار و خس و مور ضعیف
جسنے دنیا دیکھکر ناپائدار کی ہے اول سے فقیری اختیار
شہر میں آیا تھا پھر سیر آج دل کے بہلانے کو تا خوش ہو مزاج
پادشازادی محافہ میں سوار پاس سے گذری مری [illegible]
قدرت حق سے چلی ایسی ہوا اس محافہ کا دیا پردہ اٹھا
ابر جب خورشید سے یکسو ہوا حل ہوئی سب مشکلیں [illegible]
تیر مژگان ہو گئے سینہ کے پار میں ہوا سو جان سے اُسپر نثار
ہے یہی مجھسے فقط میرا سوال ہے بذات پاک حق ذو الجلال
جسنے دی یہ دولت و ثروت تجھے جسنے دی یہ خوبی و حشمت تجھے
جسنے بخشا ہے تجھے یہ عز و جاہ دیدیا بیحد و عد ملک و سپاہ
ہو شتابی گوش عقل و دین و فرق کا ہمت و جود و کرم لطف و سخا
اس عطا پر اسکی تو کر کے نظر عقد شرعی میرا اُس دختر سے کر
پھر حق تو کر مری حاجت روا حق تری مشکل کا ہو مشکل کشا
تو ہو گر اس کام کا میرے کفیل حق تعالی ہے ترا نعم الوکیل

ہے زمین و آسمان میں پردہ نور
ہے تری چشم بصیرت کو رہا پر
طبع کو جس جس طرف کا ہے خیال
الغرض رو رو کے تنہا خاک پر
وصل دلبر کا کہیں دلمیں خیال
زیست کا اسباب گو کوئی نتھا
وصل دلبر کی نہو امید اگر
ہیچ با محفل نشین میں گیا
بیزبان کہتا ہے ہر جزو تن
گوش دل وا ہو تو ہر رگ و لی
گوش دل وا ہو تو ہر برگ گل
وقت پیری کے ہر اک بر بدن
کہتا ہے ہر جزو مجھے انکشاف
ظلمت شب میں ہوا جو کچھ ہوا
حیف ہے دور جوانی ہو گیا
سو تھی مشکین ہو گئی تشکل سمن
رنگیا بے درد کے ہو رنج و محن
گرمی دل ہو گئی ٹھنڈی پڑ گئی
جو یہ ہر جزو بدن کی گفتگو
گوش جان سے پنبہ غفلت نکال
انبیا کے سامنے ای بیخبر
ہر شجر اپنا خواص و فائدا
اپنا حسن و قبح اور نام و نشان
تو جو سمجھا ہے یہ سر تا پا غلط
تو بیان سمجھا ہے جسکو زبان

تو نہ کہیے تو یہ ہے تیرا قصور
نیم شب جس سے ہے یوسف المنار
ہے یہی بس نہج راہ وصال
تین دن اسنے کیے اسجا بسر
فرقت مہر و سے گا ہے چشم لال
وصل کی امید میں زندہ رہا
جان وہ ہے تن سے عاشق کی نکل
با ادب پیچھے ہوا اسکے کھڑا
حال ظاہر اپنا ہر وجہ حسن
کر رہا ہے حال اپنا آشکار
ہو زبان ناطق تو اسی پہ مستقل
دمبدم ای بیخبر ہے نعرہ زن
وقت رخصت ہے یہیں کیجیے معاف
صبح پیری میں ہو ثابت بھلا
کام جستہ نہ کچھ ہم سے ہوا
لالہ رخ سیہ ہوئی ظاہر شکن
ہو گیا مثل کمان سرو چمن
آنکھیں نرگس کیطرح ہیں ناتواں
بیزبان انکو نہ ہرگز جان تو
پختہ تا خام ہر اک کا مقال
بار ہا بولی ہیں یہ چوب و حجر
عرض کرتا تھا سلیمان سے سدا
سن عن سب ہنسے کرتی تھی بیان
خود غلط انشا غلط املا غلط
بولینگے پیش خدا وہ جہان

پردہ کچھ اسمیں نہیں ای ذی شعور
حسب جاہ و مال و فرزند و پسر
ہیں یہی پڑے ہر تجلی نور پر
مرغ بسمل کیطرح خونین طپان
دلمیں سو سو طرح کے خوف و رجا
زندگی کا تھا سبب بیہر وصل
تین دن کے بعد با صد اضطراب
با زبان حال کہتا تھا عیان
بیزبان کرتا ہے ہر ہر خر و یار
مہر غفلت کی ہے تیرے گوش پر
گوش دل وا ہو تو برگ گلستان
لحم و شحم و جلد و مغز استخوان
بے محل اب تو انہیں کو صرف کر
تیرے ہر اک جزو کی ہے یہ صدا
کٹ گئی عمر عزیز اپنی سفر
سنتے ہیں نادان جو دیکھو فانی ہوے
مغز جان ہے خستہ وسواس غم
تو نکہ عمر جوانی ہے گئی
بیزبانی یان ہر اک ہے با زبان
خار و سنگ و برگ و کاہ وا نبات
گریہ عنا نہ و نطق و صفا
آئے جب مسجد میں وہ بہر نماز
جو وہ مختص تھی جس جس درد کو
کرتا ہے تجارت میں تو چھپکر گناہ
تو جسے سمجھا ہے دلمیں عیب و گناہ

الله نور السموات والارض ۱۲
سجدہ ۱۲

حشر مین اک اک کہیگا برملا
کی ادا گر تو نے سجدہ مین نماز
گو منہ ادہم نے کیا منہ سے مقال
شاہ کی جسدم پڑی اُسپر نظر
بد دعا سُنکے اگر اپنے کہے
دل ہی دلمین اپنے کہتا تھا کہو
کرکے تو کبر و منی کو دل سے دور
کام اگرچہ سہل یا دشوار ہے
مشورت سے عقل ہو تیری فزون
مشورت کو چاہیے مرد امین
یار بد سے راز کو اپنے چھپا
گر نہ سُنتا یار بد سے غلط پند
ڈوبتا کیون ایسی وہ گرداب مین
شہ وہان سے اُٹھکے خلوت مین گیا
ورنہ کچھ تدبیر ایسی ہے ضرور
یہ فقیر خستہ ژولیدہ حال
رستم دستان جہان ہو یا زال
مرد کم پایہ مین جرأت کہان
یا تو خبطی باولا مجنون ہے یہ
وعدہ پہلے مین نے اُس سے کیا
خوف جان ہے مجکو انکار سے
میری ہر اک کام کو ہے تو کفیل
سُنکے ارشاد شہنشاہ کو وزیر
دشمن جانی ہون تیرے پائمال
زہر مار ہر موی تن ہو دربان

سامنے اسکے جو کچھ تو نے کہا
تو شہادت دیگی وہ با صد نیاز
لیک ہے صورت سے سائل کی سوال
ہیبت حق کر گئی دلمین اثر
مین ہون زندہ نہ دختر ہی ہے
ہے جوان فرخندہ طلعت خوبرو
عقد دختر اس سے کرے بالضرور
مشورت اسمین لیے درکار ہے
مشورت ہے راہ حق کی رہنمون
تا نکرے تجکو پیوند زمین
تا نہ ہو بجا لے تجھے تحت الثریٰ
ہوتا کب وہ فرعون فرح کے بند
تا ابد ہو جسکے پیچ و تاب بند
تا وزیر وہ سُنے کرے یہ مشورا
جس سے یہ تشویش خاطر کی ہو دور
بھیجا بابا یون جو کرتا ہے سوال
شیر نر جیسا ہو وحشت سے شغال
یہ دلیری اور ہمت کہان
یا ولی خالق بیچون ہے یہ
تنگ ہو کر بکر نہ دے کچھ بد دعا
بد نما ہے پھرنا بھی اقرار سے
سلطنت کے جزو کل کی ہے دلیل
بولا اے فخر سران ملک گیر
دوست تیرے دمبدم ہون نخل نہال
تو ہی تیرے شکر کا کہو بیان

تو اگر رکھتا ہے سجدہ مین جبین
کی اگر سجدہ کی تو نے رفتہ روب
دم بخود درویش تھا ساکت کھڑا
آیا دلمین غضب سے شہ کے خیال
تھا تردد مین خمش شاہ جہان
ہے نہایت خوش ادا یہ نوجوان
دین اگر ارکان ملت بھی صلاح
عقل کو ہوتی ہے عقلوں سے مدد
مشورت سے عقل تیری ہو دو چند
یار بد سے پر نکر راز آشکار
مشورت فرعون نے ہامان سے کی
چلتا وہ گر آسیہ کی راہ پہ
چاہیے تفصیل اس قصے کی گر
عقد کرنے کی اگر دو دین صلاح
حکم کے موجب ہوا حاضر وزیر
خوف مرنیکا نہ ڈر زندانکا ہے
ہے دہان یہ اسطرح جیسے بہراس
بیخطر یہ یون جو کرتا ہے سوال
ہے جو یہ چہرے پہ اسکے آب و تاب
درد دل سے جو کہ کرتا ہے دعا
مین نے سونپا کام تیرے راز پر
ہے تجھے اس کام مین بھی اختیار
ہو ترے اقبال کے آگے سدا
ہو کنیز سیہ روئی غلام جانفشان
سلطنت تیرا ابد بنیان ہین گیاہ

تو گواہی دیگی یہ اسکی زبان
شاہد صادق ہے ہر ہر شیخ و شاب
ششدر و حیران یونہان چشم وا
ہے عیان چہرے سے اسکے جلال
حیرت فکر الم سے لب گران
اسکا ہر انداز ہے مرغوب جان
کر اسی سے اپنی دختر کا نکاح
مشورت دانا سے کر اے پر خرد
مشورت ہے ہر طرح سے سودمند
لے نہ مشورے احمقون سے زینہار
وہ ہی اسکو طوق گردن ہو گئے
بحر قلزم سمجھو تو کچھ خطر
مثنوی مین دیکھ لے اور غور کر
تا کرون دختر کا مین اس سے نکاح
شاہ نے پوچھا کہ اے دانا وزیر
رعب شاہی کا نہ خطرہ جانکا ہے
لرزہ تن پر ہے نہ مختل ہین حواس
ہے بلا شک اسمین حق نہین کچھ کمال
اسمین حکمت ہے نہین کچھ حجاب
اُسکو سُن لیتا ہے جلد ہی خدا
جو کہ انسب اور بہتر ہے وہ کر
جو پسند آوے سو کر اے نامدار
سورۂ انا فتحنا کا لوا
خاص فدوی کمترین نوکران
فیض تیرا آب مین گشت تباہ

عقل کے یہ بات تو ہے پر خلاف / داب شاہی کے بھی ہے عکس صاف

زوج ہو مسکین کی زوجہ بادشاہ / از رو واج اسکا ہے ظلم عدل کاہ

کب برابر ہوں گلیم و طیلسان / اک ہما کیونکر ہو کا ہو گلستان

استعیذ اللہ کہاں عرش بریں / اور کہاں خاک ناپاک زمین

طائر و حیوان جن و انس میں / کفو ہونا شرط ہے ہر جنس میں

چاہیے ہمسلک و ہمشا ہوار / ہو کوئی زیبندہ لعل آبدار

وہ کہاں بدر الدجی یہ کم خصال / اور کہاں یہ خستہ ژولیدہ حال

پادشہ جسکی تمنا میں سدا / مانگتے ہیں رات دن حق سے دعا

کون ہے جسکو تمنا یہ نہیں / رات دن انکا وظیفہ یہ نہیں

عقل سے یہ بات ہے شاہ رشید / منزلوں ہے دور کوسوں ہے بعید

زوج زوجہ چاہیے ہم کفو یار
ظلم کیا ہے صرف کرنا بے محل
زاغ کو نسبت کبوتر سے کہاں
جفت یا بن بھی نہیں خار ان کبھی
باز کو کوئی سے کب پیوند ہو
ہے زیادہ وہ یہ قیاس سے اگر
وہ کہاں قطب آسمان ماہ منیر
ہے شہان ملک کو یہ آرزو
وصل جسکا چاہتے ہیں شاہ شب
خلق میں ہے باعث خندیدگی

جواب دینا پادشاہ کا وزیر کو اور رد کرنا اسکی حجت کا

شاہ نے سنکر کہا اے پر ہنر

کہتا ہے پیغمبر خیر الزمان / فقر سے ہے محکم فخر دو جہان

حسن عرضی ہے یہ کچھ ذاتی نہیں / عرضی ذاتی کو ہو کچھ تا ہے نہیں

گردش دوران سے ہم میں پادشاہ / ہو ذلیل و خوار و مسکین و تباہ

حال ظاہر پر نکر اسکے نظر / کچھ صفات باطنی میں غور کر

شاہ کا بھی ہوا گر باطن سیاہ / ہے وہ عند اللہ کم از برگ کاہ

خلق کی نظروں میں محتاج و ذلیل / ہیں وہ عند اللہ عزیز و جلیل

جو کہ اس عالم میں ہیں خوار و تباہ / عالم غیبی میں ہیں وہ بادشاہ

اس جہان میں جنکا یہ ہے پسند / انکسار و فقر و خواری ہے پسند

اس جہان میں عیش و فخر و خرمی / اس جہان میں درد و اندوہ و غمی

جس سے ہو دنیا میں فخر و عز و جاہ / ہو وہاں عقبی میں اس سے رو سیاہ

ہو یہاں جس سے زیادہ آبرو / ہو وہاں اس سے ذلیل و زرد رو

تا الگ ہو جائے سب کھوٹا کھرا / دہری و فلسفی ہوئیں جدا

جو رہا اس چرخ میں ثابت قدم / کچھ نہیں سنسان اسکو خوف و غم

خوشخطی اور بدخطی ہے ظاہری / دخل معنی میں نہیں رکھتی ذری

مال و دولت حشمت و جاہ و جلال
حال ظاہر کا نہ کر تو اعتبار
ہو فقیر و مفلس اک دم میں امیر
حق تعالی دیکھتا ہے قلب کو
ہیں بہت سے مرد ظاہر میں حقیر
گو کہ ظاہر میں ہیں محتاج و گدا
جو یہاں رکھتا ہے عز و امتیاز
اس جہاں میں عز و جاہ و امتیاز
ہے یہ دنیا فعل معکوس ای جوان
ہو یہاں جس سے زیادہ عزتی
ہے یہ دنیا بوتہ زرگر مگر
ہوئیں کھوٹے یہاں وان غیبا
گر کلام اللہ ہو بد خط لکھا
[illegible]

آب زر سے ہو لکھا تو ہو وہی
گر سیاہی سے ہوا تو ہو وہی

اہل معنی کی ہو معنی پر نظر
جانتے ہیں نقد لعل و سیم و زر

لاجورد و جدول و رنگ طلا
ہے فریب طفل ای مرد خدا

پیش چشم مرد دانا جلوہ گر
خوبی معنی ہے رشک صد قمر

تو بھی ہو معنی کا ایجان آشنا
تا کجا پابندی ظاہر صبر یا

جواب دینا وزیر کا بادشاہ کو اور روکنا شتر پادشاہ کا

سنکے نقص شاہ یوں بولا وزیر
ہے سرا ارشاد حق و دلپذیر

آپ کا ارشاد بے کم و کاست
سر سے پا تک ہے وہ حق صدق و راست

عقل شاہوں کی ہے سب عقلوں کی شاہ
ہم شب تاریک و عقل شاہ ماہ

عقل شہ ہے خرمن بے انتہا
خوشہ چین اسکی ہے سب خلق خدا

یہ معاذ اللہ نہیں جنگ و جدال
ہے غرض منظور مجھکو عرض حال

کی جو گستاخانہ میں نے حق و دق
ہے غرض مجھکو فقط احقاق حق

تا نہ ہو وہ غلبہ ہر دو جہان
اپنے چشموں میں چھپا ہو تہمان

لازم ذاتی ہے ہر شے کو ضرور
وہ نہیں ہوتا کبھی اس سے دور

پادشاہی کے لوازم اور ہیں
اور گدائی کے نرالے طور ہیں

اختلاط اسکا نہیں ہرگز روا
راہ اسکی ہے جدا اسکی جدا

سلطنت میں چاہیے ہے رعب و داب
زیب و زین ظاہری آب و تاب

ہیبت و قہر و سیاست کر و فر
زجر و توبیخ و قتال و زور و زر

ہو اگر اسباب میں کوئی قصور
انتظام ملک میں پھر ہو فتور

ہو فقیر ایسا اگر راغب مزاج
چاہیے اس شخص کو کیا تخت و تاج

آشنا معنی سے گر ہوتا گدا
صورت ظاہر پہ کیوں ہوتا فدا

دیکھتا گر جلوہ رخسار یار
بت پرستی کیوں وہ کرتا اختیار

غیر حق اے پادشاہ دادگر
جو ہو بت ہے بلکہ بت سے بھی بتر

بت پرستوں کو ہے کرتی طعن خلق
تنگ کرنے پر سمجھتی ہے یہ خلق

ہے جنہوں نے سمجھا ہر اک بے خبر
بت پرستی پہ ہے غیروں کی نظر

ہے بغل میں تیرے بتخانہ چھپا
آپ کو تو جانتا ہے پارسا

ایک ہے سو بت پرستوں کا صنم
تو بناتا ہے نیا بت صبح دم

مال و زر سے ہے تجھے وابستگی
اقربا و خویش سے پیوستگی

وصل ان چیزوں کا ہے فضل خدا
چھوڑ سبکو تاکہ ہو وصل خدا

ہے تو عیش و نیز دل جانسے فدا
اور سو صد آپ کو ہے جانتا

وہ ستو توحید اصلی ہے یہی
ماسوی حق کے نہ ہو وابستگی

راز باطن سے جو یہ ہوتا خبیر
مبتلا صورت پہ کیوں ہوتا فقیر

نور حق کے روبرو اے پادشاہ
ذرے جیسے کمتر ہیں یہ خورشید و ماہ

جسنے دیکھی جلوہ حق کی بہار
لاوے کب خاطر میں نو بستان

جو نہیں ہوتے حقیقت سے خبیر
ہوتے ہیں عشق مجازی میں اسیر

جوش پر از بس ہیں ایام شباب
اور نیا یہ عشق کا ہے پیچ و تاب

نشہ مستی میں بکتا ہے گدا
جی میں جو آتا سو کہتا ہے گدا

چہرے پر اسکے نہیں تھے جلال
نشہ مے سے ہیں آنکھیں لال لال

ہے نظر بندی خرد کی گو گر
آدمی سمجھے کہ ہے تابان گہر

عاج کیا سمجھا ہے چوب ساج کو
کیوں نہ سمجھا ہے اس درّاج کو

آدمی ہیں گرچہ یک جنس ای فتا
فرق انمیں ہے ولے بے انتہا

ایک تو پیغمبر صدر الوری
ایک بوجہل لعین ناسزا

ایک تو موسی کلیم رازدان
ایک فرعون ذلیل مستہان

باوجود اک جنس کے کتنا ہے فرق
بعد انمیں ہے بسان غرب و شرق

میل ہر اک کو ہے اپنے مثل پر
شرع میں بھی ہے تساوی پر نظر

شرط ہے ہم کفو میں حسن و جمال
اسم و نسب و پیشہ و نعم و مال

شاہزادی کا گدا سے ازدواج
گویا ہے پیوند چوب ساج و عاج

ہے کسی کے جی میں ایسا بھی ہوس
آدھا ہوا لبِ نشیں آئے ہما پلاس

دیکھے ہے ایسی قبا اطلس نشین
بوریا ہو جسکے اس میں کہیں

برخلاف عقل یہ پیوند ہے
عقل کیا قطع سر فرزند ہے

ورنہ ہے میری تمنا ہے وصال — بوالہوس کے دلمین ہو وہ محال
جستجو شہر اودہ نے کی سالہا — پر نہ اسکے مثل کا پایا پتا

کھویا مدت تک خراج سلطنت — پر ملا موتی نہ اسکے ہم صفت
حوصلہ اک اک کا پست آخر ہوا — شب چراغ انکو نہ اک موتی ملا

وصل تھا اسکی ہے گر تجھکو خیال — ہے بغیر اسباب کے ملنا محال
لاکھوں میں سے ایسے مروارید کو — عقدتا ایسے گہر کا تجھسے ہو

ورنہ کیوں اوقات کرتا ہے خراب — مفت میں کھاتا ہے کیوں پیچ و تاب
بیٹھ گوشے میں خدا کو یاد کر — اس خیال خام سے بچ کے گذر

سو برس تک گر کرے گا جستجو — تو نہیں پانے کا مروارید کو
ثانی اسکا گوہر نایاب کہیں — بادشاہوں کے خزانے میں نہیں

ملنا اس موتی کا ثانی ہے محال — دور کر تو وصل کا دل سے خیال

جواب دینا ادہم کا وزیر کو اور عجز کرنا حصول مقصد کیلیے

بھر کے ٹھنڈی سانس ادہم نے کہا — کیوں ہنسی تجھے کرتا ہے بھلا
میں بیچارا بینوا مفلس فقیر — میں کہاں پاؤنگا موتی ای وزیر

پاس میرے ایک گوہر ہو نہیں — موتی ہیں یہ آنکھوں نے دیکھے نہیں
مجھسے کیوں کرتا ہے یہ مکر و فریب — جھوٹ کو یا تو نے کیوں دیتا ہے زیب

مجھکو کیوں کرتا ہے رسوا دربدر — حق تعالیٰ کے غضب سے خوف کر
عاجز ایسے تو نکر یوں رنجیدہ — حق تعالیٰ کو نہوگا یہ پسند

کیسا موتی اور کیسا شب چراغ — شب چراغ اپنا ہے یہ سینے کا داغ
قادر مطلق ہے وہ رب قدیر — ہیں اسی کے بندے سب میر و وزیر

اسکی وہ قدرت ہے گر منظور ہو — لعل و گوہر کرے ہر اک سنگ کو
ہر خزف ریزی کو گر چاہے خدا — ایکدم میں کرے دُر بے بہا

گو کہ ہوں عاجز و مسکین فقیر — ہے مرا مولیٰ تو ہر شی پر قدیر
مجکو ہنستا ہے گدا پہچان کر — ٹھٹے تو کرتا ہے مفلس جانکر

دوسرے کو جو کہ ہنستا ہے یہان — وہ ہنسا جاتا ہے اک دن بیگمان
منفعل ہو کر لگا کہنے وزیر — سچ مرے کہنے کو تو جان ای فقیر

ہے مجھے ذات مقدس کی قسم — سچ ہے جو میں نے کہا بے کیف و کم
لغو میرے قول کو ہرگز نجان — راست کہتا ہوں مرے کہنے کو مان

لاوے گر دُر ایسا ہی بے بہا — تو ملیگا تیرے دل کا مدعا
ہے مگر یہ شرط آمین اے گدا — گوش جان سے سن لے تو اسکو ذرا

جو نہ لایا اسکا تو ثانی گہر — ہو نہ پھر اس شہر میں تیرا گذر
پھر نہ اپنا منہ مجھے دکھلائیو — بلخ کی جانب نہ ہرگز آئیو

دلمیں اسکے بسکہ تھا راسخ یقین — موتی ثانی اسکا دنیا میں نہیں
جبکہ شاہوں کے خزانے میں نہو — کب ہم پہونچیگا اس مسکین کو

اسلیے کرتا تھا وہ پیمان چست — قول و اقرار اپنا اپنے درست
اسکی کیسی اسپہ طالب ہے نظر — قدرت اللہ سے تھا بیخبر

تو قدم اسکا ذرا مضبوط گاڑ — ہے یہاں تنکے کے اوجھل پہاڑ
ہیں خدا کے کارخانے بیشمار — عقل کیا سمجھا نہیں کچھ بھی سر کار

غیب کا عالم ہے وہ بے انتہا — خس یہاں کرتا ہے کار کوہسار
ماہ ہو جاتا ہے شق انگشت سے — پشے سے نمرود آخر جان بدے

آگ کے بنتے ہین گل ہی بے ضرر — پانی ہوتا ہے خون پیش نظر
سنگ کرتا ہے شہادت کو ادا — شیشے کا سر زرد کرتا ہے جدا

جسکو سمجھا ہے یہان مال خطیر — ہے وہاں سب سے زیادہ وہ حقیر
تو جسے سمجھا ہے دُر بے بہا — ذرے سے کمتر ہے وہ پیش خدا

جسکو سمجھا ہے یہان مال خطیر — ہے وہاں سب سے زیادہ وہ فقیر
گرچہ مسکین چیونٹی ہے یہین — شیر شرزہ سے وہاں کچھ کم نہیں

خلق جسکو جانتے ہیں بے نوا — کفش پا اسکے ہے دنیا بے بہا
چھوڑ کرتی ہیں سلیمانی وہان — ذرہ کرتے ہیں نگہبانی جہان

حاکموں کا چاک ہوتا ہی جگر — ملتا ہے ادنیٰ کو تاج و تخت زر
گو نہ گو نہ کارخانے حق کے ہیں — عقل میں ہرگز نہیں آسکتے ہیں

ع ۱۰ ان اللہ علی کل شیء قدیر … ع ۱۴ … ع ۵ … وقلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم

جانا ادہم کا تلاش گوہر مین اور آوارہ پھرنا مدت تک بحر و بر مین ملاقات حضرت خضر کی آخر کار اور ملنے موتی بے بہا نہایت بیشمار

دیکھکر اس گوہر رخشندہ کو — یون کہا اے ہمت ای فرخندہ خو
گو کہ ہے یہ کار مشکل ہو فنا — لیک ہے حلال ہر مشکل خدا
کہکے یہ ادہم ہوا صحرا نورد — بیقراری سے بصد اندوہ و درد
روم و شام و ہند و ایران ختن — چین و ماچین صفاہان مین
راتدن جو فکر تھی جی سی لگی — جستجو کرتا تھا تھا آوارگی
گفتگو سے بند لب آشفتہ حال — مثل مجنون ہجر لیلی مین نڈھال
غنچکان تنگ تھا دل غنچہ سان — مثل سنبل سو پریشانی طپان
اسکی سودائے محبت مین گدا — دین کا مطلق نہ دنیا کا رہا
ذرہ ذرہ کرکے جسم زار کو — خاک راہ یار کر جو ہو سو ہو
سیری مشت خاک اے باد صبا — لیکے جا جسجا ہے وہ رونق فزا
جو کوئی آتا نظر اسکو بشر — اس سے کہتا تھا کہ اے عالی گہر
اک پری کے گوشوارے کیلیے — گوہر غلطان کی خواہش ہے تجھے
دیکھکر آشفتہ و ژولیدہ حال — کہتی دیوانہ اسے خلقت خیال
عشق ہے اور سو بلا سو خواریان — عشق ہے اور سو جنون زاریان
عشق کیا ہے اک بلا ہے جان پہ — عشق کیا ہے آتش سوزان ہے یہ
عشق نے کی جس کسی کے دلمین جا — وہ ہدف تیر بلا کا ہو گیا
ہوتا جس بازار مین اسکا گذر — تاجرون سے مانگتا تابان گہر
آیا دلمین آخرش اسکے خیال — شہر مین ملنا ہے موتی کا محال
معدن گوہر جہان ہے جل وطن — چھوڑ یہ اسباب ظاہر اے جوان
پیدا بحر شور مین ہوتا ہے در — سیپ دریا غور سے صدف ہا ہین یہ
مستعان ہے ضعیف و خستہ جان — مستغاث ہر نحیف و ناتوان
کیون بھٹکتا ہے عبث تو دربدر — عام رحمت پر خدا کی رکھ نظر

مین خدا سے پاک کے نام پر — جستجو کرتا ہون دریا کی گہر
کام ہو گو سخت مشکل کی پہر — ہے خدا کے سامنے وہ سہل تر
وحشیون کی طرح صحرا مین سدا — راتدن پھرتا تھا وہ مفلس گدا
کوہ و کہسار و بحر و بر دربدر — دشت در دشت و کوبکو دربدر
یاد مین پہر کے سکین جسم زار — تیغ فرقت سے تھا مجروح و فگار
یاد جب کرتا تھا روتا بار بار — دونون آنکھون سے روان تھا ابر
ہوش کچھ تن کا نہ پروائے طعام — مجھ کو دی کہ غدار لعل خام
کرتا تھا گاہے فلک سے یون خطاب — کیون دکھاتا ہے مجھے رنج و بلا
فکر کر ایسی کہ میرا ہو غبار — صاحب آئینہ رخسار یار
کین بہت سی جستجو مین نے کو — پر نہ پایا گوہر مقصود کو
دے مجھے للہ تو وہ شب چراغ — جس سے ہو روشن مرے سینے کا داغ
جو کوئی سنتا تھا اسکی گفتگو — جانتا تھا وہ مین مجنون ہو بہو
چھیڑتا تھا ہر صغیر و ہر کبیر — خندہ کرتا ہر امیر و ہر فقیر
عشق ہے غارتگر صبر و شکیب — عشق مین ہین سو فراز و سو نشیب
عشق کی آتش ہے ایسی بد بلا — دے سوا معشوق کے سب کو بھلا
بیٹھے جسجا خلق باہم دیکھتا — کہتا موتی دو مجھے بہر خدا
جب ہوا مایوس موتی سے گدا — چھوڑ کر بستی کو صحرا مین گیا
سونپ تو اس کام کو تقدیر پہ — یہو لینا اچھا نہین تدبیر پہ
موجد اسباب و علت ہے خدا — تو سمندر پر بلا چل تو ذرا
ہے خدا فتاح ابواب امید — موجد و خلاق اسباب امید
تو توکل پر قدم رکھ گاڑ کر — لطف اسکا نا ہو نیا چارہ گر
ماسوی حق کے جو کچھ ہے دل سے پھیر — ہو وہ مسبب تیرا خیال آگے گذر

بند جب ادہم نے آنکھوں کو کیا
پانی لایا کھینچ کر صد ہا صدف
غیب سے الفت نے پھر آواز دی
حق یہاں وہم کے نزراہ سو زن
خضر سا کامل جسے مرشد ملے
محرم راز جناب کبریا
ہے یہ کم فہمی سے تجکو اشتباہ
ہے طلب اسکو تو ہے معشوق کی
غم ہے تو غم دوری محبوب کا
گفتگو گر ہے تو ہے معشوق کی
قصہ جو سنتا اسکا ہے ہجر و وصال یار
عاشقوں کے راز کو سمجھے ہے جی
نفس انسان ہے طلای بدکی
بنگیا کندن اگر ثابت رہا
محو کب خاطر سے ہو حب وطن
کب جھٹیں تجھسے پھر سودائے عشق
عشق ہے قطع علائق ہیں مگر
جبکہ ہو عشق مجازی کی نشان
ہو وہی دست و سر و پا و کمر
جبکہ ادہم نے کیا آنکھوں کو وا
ایک سے تھا ایک خشندہ سوا
دیکھا ادہم نے اٹھا کر جو گہر
وہ گہر کب تلاش و شہہ پہ
چھپا تھا ... لیے چالیس در
بعد از تکلیف و رنج بے شمار

خضر اس دریا میں غائب ہو گیا
تو وہ تو وہ ریگ پہ ہر جا صدف
سر اٹھا کر دیکھا اسرار خفی
طعن گر کوئی کرے سچا حسن
اس سے وہ تعلیم راہ حق لے
واقف اسرار علم مصطفے
عشق کی ہے عقل سے بالعکس راہ
ہے طرب اسکو تو ہے معشوق کی
اور الم مجبوری محبوب کا
جستجو گر ہے تو ہے معشوق کی
عیش و غم اسکا ہے وصل و فصل یار
عشق رکھتا ہو کسی سے جو کوئی
جعفری کرتی ہے صنعت عشق کی
ورنہ یہ مس کسی سیہ رو ہو گیا
الفت سیم و زر و فرزند و زن
محو کب ہے ان پہ بجز غوغائے عشق
تیغ بران سے زیادہ تیز تر
کب حقیقی کا قلم سے ہو بیان
نطق و گویائی وروئی تن کر
جو صدف سے دیکھا صحرا جا بجا
جسکو دیکھا اختر تابندہ تھا
اس سے لاکھوں حصے پایا خوبتر
یہ گہر لطف و عطا و کردگار
لیک ہر در شاہد ماہ و خوبی و خور
ہو گیا شہر یار میں پایا نکار

قدرت ایزد تعالے سے حسن
ہر صدف میں پاک در بے بہا
جس قدر مطلوب ہیں تجکو گہر
خضر سا جسکو ملے آگاہ حق
قبلۂ ارباب اصحاب کمال
کچھ نہ حاصل اس سے ادہم نے کیا
عشق میں عاشق کے دلبر کے سوا
درد ہے تو نام ہے معشوق کا
درد ہے تو درد ہجر یار ہے
ہے وہ مست دلار و مے صنم
آنکھیں عاشق کی دلبر کے سوا
آتش سوزاں ہے عشق پر شرر
دم بدم دیتا ہے دلکو اک طپش
ہے تعلق دلکو تیرے جا بجا
فرقت یار و عزیز و ہمدمان
عشق وہ شے ہے کہ اک دم میں جدا
ہے مجازی عشق کا یہ مرتبا
تو فنا اس میں ہے گرا تیز ہوش
اب نہیں رکھ سکتا ہے آگے قدم
جو صدف چیرے تو اس میں تھے گہر
وہ درتابندہ شاہ بلخ کا
وہ کہاں گوہر کہ ہر خشاں کہاں
دیکھکر ادہم بہت حیران ہوا
دل کے اندر نہاں انکو کیا
وصل کی امید سے دلشادمان

خوبی سے وہ دریا ہوا پھر موج زن
بیمثال و بے نظیر و پر ضیا
آٹھ صدف میں سے نکال ہے گہر
حیف وہ اس سے نہ پوچھے راہ حق
کعبۂ عرفان و قطب بیمثال
مانگتا تھا اس سے مروارید کیا
کب نظر آتا ہے کوئی دوسرا
کام ہے تو کام ہے معشوق کا
شادمانی شادی دلدار ہے
دین و دنیا سے بری ہے بالکل
کچھ نظر آتا نہیں اچھا برا
بوتہ زرگر ہے یہ جسم بشر
تا کہ جلجاوے طلا کا قلب غش
باغ و زاغ و لعل و مروارید کا
دوری احباب و ترک خاندان
سب کرے تجکو ادہم سے جدا
گر حقیقی ہو تو پھر کہنا ہے کیا
ہو وہی بے شبہ تیرا چشم و گوش
اس بیان میں ہے قلم کا سر قلم
ایسا نکلا جس سے خیرہ ہو نظر
بے حقیقت انکے آگے ہو گیا
خور کہاں اور ذرہ بیجان کہاں
لایا سجدہ شکر یزدان کا بجا
بلخ کیجانب وہ پھر راہی ہوا
رنج و دوری سے تھا پر مضطر جوان

وصل ہو گا کبھی نہ یہ تھا خیال
جس قدر سے ہو وصل کا وعدہ قریب
بند دروازے کو اسکے دیکھکر
دمبدم کہتا شب آفت ہو گئی
طول شب کو جاکے پوچھو انسے پوچھ
اپنے دلبر سے ہوا ہو جو جدا
دو برس سے بھی زیادہ ہو پہر
خاک رہ کو گہ اٹھاکر چومتا
باغ تک جاتا کبھی گریہ کنان
جب بجا نقارۂ نوبت نواز
دیکھا جب وہم نے دروازہ کو وا
کھینچے یوں آہن کو جب آہن ربا
آسمان و زمین فرق ہے صد سالہ راہ
فاصلہ سو شرق اور سو غرب کا
جذب قلبی سے زلیخا کے ہوا
با وجود حسن و عز و احترام
گر نہ تھا یہ جذب کیا تھا بتا
کھینچ لایا ایسی منزل سے حسن
اطلاع نام یوسف بھی نہ تھی
مرتی دیواروں سے وہ سر مار کر
جذب سے تاثیر مجنوں کے ہوا
آکے سر پر جب ہوئی لیلیٰ کھڑی
اتفاقاً جبکہ پہونچا یہ وہان
جاکے وہم نے کیا شہ کو سلام
دیکھکر پہچانا اسکو شاہ نے

شادمانی تمنائے وصال
تیز ہوئے آتش شوق حبیب
رہگیا یہ حلقہ سان بیرون در
طول میں روز قیامت ہو گئی
درد کا احوال بیتابوں سے پوچھ
جانتا ہے وہ اسی شب کا مزا
گذرے وہم پر وہ شب کے دو پہر
کہتا اس سے وہ محافظ تھا گیا
آتا در پر شہر کے گاہ حیران
تب کیا دروازہ دربانوں نے باز
قصر شاہی کی طرف بیخود چلا
کہربا سے جذب کب ہو کاہ کا
بیخبر وہ یہ سراسر انتباہ
جذب پر یکسان ہوا ہی فتا
پاس سے یعقوب کے یوسف جدا
انکو بکوایا نے آخر غلام
وہ نبی اسطرح کیونکر حیران ہوا
مصر میں یوسف کو لایا عشق زن
راہ کنعان سے نہیں تھی آگہی
گر نہ ہوتا جذب قلبی کارگر
قافلے سے محمل لیلیٰ جدا
تب خبر اس سوختہ جانکو ہوئی
تھا وہ روز وادنیا سحر زبان
بر طریق سنت خیر الانام
اور وزیر دشمن جانکاہ نے

خلعت وعدہ کا کبھی دل میں خطر
پہونچا در پر شہر کے جب وہ گدا
خاک پر بس گر پڑا بیتاب وہ
جانے کیا وہ شب کے طول و عرض کو
مبتلا رنج و مصیبت میں جو ہو
طول شب کی کب انہیں ہوتی خبر
دیکھتا جسجا محافظ کو رواں
شہر کے دروازے سے تا باغ تک
اس طرح وہ دمین ہوئی وہ شب بسر
صبح کا بجنے لگا جب دم گجر
جسطرح افتان و خیزان و دوان
ہے یہ جذب قلب سمجھیں بشر
جذب قلبی کی کشش ہے بیشمار
جذب مقناطیس و جذب کہربا
کھینچکر کنعان سے ڈالا چاہ میں
آخرش انکو پھرا کر دربدر
اسقدر تکلیف یہ آوارگی
گر نہ تھی عشق میں تاثیر یار
دیکھئے یوسف کی صورت کسطرح
ہے یہاں آہن ربا و کہربا
ظلمت شب میں وہ پھر کر جابجا
بوئے لیلیٰ سے ہوا ہشیار وہ
مسند شاہی پہ با صد احترام
سامنے شہ کے ہوا جا کر کھڑا
غصے سے اسکو لگا کہنے وزیر

تھا اسی خوف و رجا میں پر بسر
نصف شب باقی تھی کچھ کم یا سوا
رنگ پر تھا ماہی بے آب وہ
مبتلا جو رنج فرقت میں نہ ہو
جانتا ہے رات کے احوال کو
سوتے ہیں جو بستر سنجاب پر
لوٹتا اس خاک پر گاہ سو جانے
تا سحر مثل صبا تھا تیز تگ
دے خروس صبح نے بانگ سحر
وا ہوا اس شہر کا اسوقت در
جاتا وہ آوارۂ بے خانمان
ہے وہ جذب غیر و تاثیر جگر
شرق سے تا غرب وہ یکسان ہوا
اک وجب تک ہے نہیں لیکن ہے سو
رنج کیا کیا کچھ دکھائے راہ میں
کھینچکر لایا زلیخا کے گھر
جذب قلبی سے زلیخا کے ہوئی
پیش جاہی کیا کہیں جو بار بار
یہ روا ہوئی ضرورت کسطرح
گر دیا ہی عاشقان با وفا
آ رہا مجنوں جسجگہ تھا سو رہا
خواب غفلت سے ہوا بیدار وہ
کر رہا تھا پادشہ دربار عام
کچھ نہ بولا اور نہ کچھ منھ سے کہا
شرط یہ ٹھہری تھی تجھسے اے فقیر

لا دے گر دلیا ہی وہ رشا ہوار
شہر میں جب آوے تو اے نابکار
تو اگر اس شرط کو لایا بجا
قہر سلطانی سے جی تیرا بچا
سُنکے ادہم نے کہا اے بیخبر
حق نے بخشا ہے مجھے گنج گہر
چھانٹ کر اسمیں سے کاچا ہیو گہر
جس سے شرمندہ ہو نور ماہ و خور
کہکے یہ موتی نکالے دو سے
مسند شہ پر وہ سب گنکر رکھے
دیکھکر وہ تاب وہ انکی چمک
سب ہے حیران شہ و وزیر تک
سو تیو مین تاب یہ ہوتی نہین
یہ تجلی یہ دمک دیکھی نہین
جس تیو نکی طرح اسکو دیکھکر
رہگیا چپکا شہ نیکو سیر
دل ہی دل مین کر رہا تھا گفتگو
عقد دختر کر اسی شیدا سے تو
پوچھی پھر شہ نے وزیرون سے صلاح
سب صغیرون اور کبیرون نے صلاح
عقد کے لئے ہوا وہ پھر وزیر
کیونکہ تھا ہر امر مین شہ کا مشیر
قبح کچھ اسنے کیے ایسے بیان
ہوگیا خاموش وہ شاہ جہان
عہد و پیمان مجھسے ہے درویش کا
آپ اندیشہ نہ کیجے کچھ ذرا
یاد رکھیے آپ میری یہ حدیث
اسکے ہے تابع کوئی جن خبیث
یہ کرامت پر نہین اسکی دلیل
ہے بناوٹ اسکی اے شاہ جلیل
ہے نظر بند و نہین کچھ دستگاہ
گر وہ نان کو بنا دیتے ہین ماہ
سنگریزے جس سے آتے ہون نظر
خلق کی آنکھوں مین تابندہ گہر
سو تیو مین یہ درخشانی کہان
یہ چمک یہ نور افشانی کہان
مجھکو آتا ہے نظر اس نور سے
مکر و حیلہ اس گدا کا دور سے
بادشہ سُنکر یہ تقریر وزیر
ہوگیا دام توہم مین اسیر
کہ گیا اوس سے کہ تو مختار ہے
نیک بد کا اسکے تجھپر وار ہے
کیجیو کچھ تدبیر ایسی اے وزیر
تنگ جس سے ہووے یہ مرد فقیر
اسکو دھمکا کر لگا کہنے وزیر
کیا ہوا ہے تجکو اے مرد فقیر
تجکو کچھ بھی عقل ہے اے بیحیا
شاہ ہے بندہ ہے تو مفلس گدا
کاٹکر ٹکڑے سے مین تیری زبان
واپھینچ دونگا تجکو پیش سگان

نقص تو نے عہد کا اپنے کیا
آیا لیکے موتی گئے کیون لی ہوا
ورنہ سر تن سے ترے ہوگا جدا
ہے یہی بدعہدی کی تیری سزا
اسقدر موتی کیے مجھکو عطا
ہین اٹھا لیتے کبھی عاجز ہوا
دختر شہ کیلیے لایا ہون مین
جب تمھارے شہر مین آیا ہون مین
دیکھکر ان موتیون کی زرق برق
بحر حیرت مین سو شہ ہوا غرق
اور لگے بدبخت کہنے جوہری
خاک پر اوترے ہین مہر و مشتری
دیکھکر یہ ہمت و تاثیر مرد
ہوگیا عبرت سے شہ کا رنگ زرد
غرق شہ بحر تحیر مین ہوا
سمجھا مآل کار کو وہ سوچتا
ورنہ اسکے رنج و محنت کا وبال
کچھ نہ کچھ ڈالیگا ہم مین اختلال
جو کہ اول مین ہوا تھا نکتہ زن
پھر ہوا اس مکر کا وہ بیخ کن
حیلہ و حجت بیان کرنیلگا
نقص و عیب اسکے عیان کرنیلگا
اس وزیر فتنہ خو نے پھر کہا
آپ گھر مین ہو جیسے [illegible]
سونپیے یہ کام میری رائے پر
لائیے دل مین نہ کچھ خوف و خطر
قعر سے دریا کے گوہر طلب کر
لا دیے ہین اسنے یہ نادر گہر
ایسے مروارید ورنہ بے نقیر
لاتا کیونکر اے شہ آفاق گیر
یون کیا ہے اسنے یہ مکر و دغل
پاس اسکے ہے کوئی سفلی عمل
یہ جو یون روشن تر از خورشید ہین
یہ بناوٹ ہی کے مروارید ہین
آپ کچھ اسکو نہ سمجھین ظن بد
نور تابندہ ہے مرشد کی خرد
صادق و برحق ہے یہ قول لبیب
ہے بیان آدمی سحر عجیب
کرکے آخر کار تفویض وزیر
بادشہ گھر مین ہوا [illegible]
لیک بدعہدی سے حضرت اللہ بد
ہے نتیجہ اسکے خرد و آگاہ بد
گھر مین اپنے بادشہ داخل ہوا
دیکھنا اس جا وزیر او دروغگو
تو جو یون گستاخ کرتا ہے کلام
بر ملا لیتا ہے شہزادی کا نام
نام شہزادی کا گر تو نے لیا
ہوگا پھر سر تن سے تیرا جدا
زیست گر چاہے تو استغفار کر
اس خیال خام سے اپنے گذر

جب سنی ادہم نے اسکی گفتگو / بولا ای بدعہد نا سنجیدہ خو
بھولتا ہے اس خدائے پاک کو / جسنے یہ رتبہ دیا ہے خاک کو
تو نے وہ ضامن کیا تھا درمیان / جس سے قایم ہین زمین و آسمان
عالم و دانا و دارائے جہان / قادر مطلق شہنشاہ جہان
کیا ہوے وہ عہد و پیمان ای وزیر / قول و اقرار و ایمان ای وزیر
عہد کرتے ہین وفا اپنا کرم / جھوٹ و بدعہدی ہے کردار لئیم
عقد اسکا مجھسے گر کرتا نہ تھا / عہد کیون تو نے کیا ای بیوفا
کیون کیا ای تیرہ رائے نا صواب / دو برس تک تجکو رسوا و خراب
عہد وہ جسمین کہ ضامن ہو خدا / نقض اسکا تھا بھلا کیونکر ذرا
مین بھی اپنی شرط کو لایا بجا / تو بھی پورا عہد کر بہر خدا
غیب سے ورنہ پڑیگی کچھ بلا / دیگا بدعہدی کی حق تجکو سزا
ڈر ذرا دلمین خدا ہی پاک سے / ہو جدا ارکان اور افلاک سے
کبر ہے مختص بذات ذو الجلال / ہے تکبر اور کیے جیکا وبال
مرد مفلس اور شاہ بحر و بر / دونون بندے ہین خدا کے غور کر
سنکے یہ باتین ہوا آتش وزیر / مستعد پر قتل و ایذائے فقیر
خادمونکو حکم غصے سے دیا / لو جزا اس بے ادبی کی تم ذرا
مارے اسکو تازیانے اسقدر / جسمین اسکی جان کو پہونچے ضرر
دوڑا ہر سرہنگ اسکے حکم پر / پہونچے دست تعدی کھولکر
تازیانے جو بدستی مار کر / نیمجان اسکو بنایا سر بسر
ہوگیا خون ہر بن مو سے روان / ایسی کچھ فہمی یا رب الامان
مرغ بسمل کیطرح سے خاک پر / خون مین تیغ یاد تفتہ جگر
ہوگیا بیہوش جب وہ دلفگار / تر بتر خون مین بسان لالہ زار
دور آبادی سے اسکو کھینچکر / خار و خس کیطرح سے اڑا اڑاکر
روح بیہوشی سے اس مجروح کی / عالم بالا کو گویا جاتی تھی
اپنے مرکز پہ ہر اک کی ہے رجوع / طالب اپنے وصل کے ہین فرع
طالب اصل آدمی کی جان ہے / تن مین ہے جبتک اسی مین جان ہے
طالب مرکز ہے ہر جزو بدن / اسلیے ہر اک یہ ہے درد و محن
بے سبب دلکو اگر ہے اضطراب / ہے کشش یہ اصل کی ای تیرہ خواب
آتی ہے جس ملک سے روح البشر / اسکی ہر دم ہے اسی جانب نظر
مرغ زرین عالم تقدیس کا / ہے قفس مین آب و گل کے پھنسا
قید تن سے روح جبتک ہو جدا / جاتی ہے پیش جناب کبریا
بحر وحدت مین ہے وہ ہوتی غوطہ زن / کیونکہ ہے اصلی وہی اسکا وطن
سو برس گر تو کرے چلہ کشی / سرکشی کب جائے نفس شوم کی
مرگ سے ہوتا ہے دم مین بحر مین جا / تجکو حاصل اولیا کا مرتبا
مرگ سے جو روح مین آوے صفا / زیست مین حاصل ہو وہ اسکا کیا
موت پل ہے اس سے تو جلدی گذر / اسطرف اس بحر کے تیرا ہے گھر
دار پل کی ہے تو جبتک ہے خراب / پار جا تو جلد ہو تو بار یاب
اسطرف بیشک ہے مجلس مہمان / اسطرف اس پل کی ہے باغ جنان
چشمہ کے مسکن مین کیدن دارہ ہے / اسطرف جا باغ کو نظارہ ہے
کیسا ہی دنیا مین تجکو ہو مزا / آگے اسکے ہے یہ زندان سے سوا
لذت دنیا تمام ہی اہل جاہ / آگے عقبی کے ہے کم اک پرکاہ
سجن مومن جنت کافر ہے یہ / اوّل اچھے بد و لے آخر ہے یہ
ہے وہی کچھ دار دنیا مین بھلا / آگہ عقبی سے جسے تو نے کیا
حسن وضع اسمین ہے ذاتی نہ ہے / اسکو تو فانی نجان اے مرد و زن
دیکھکر یہ حالت اسکی ہوا / طبقہ روی زمین پر زلزلہ
با زبان حال ہر سنگ و گیاہ / اسکے حال زار پر مصروف آہ
اسکے صدمے سے اٹھے طیور کلی ہوش / ہوگئے تسبیح خدائی سے خموش
تو جنھین سمجھا ہے مطلق بیزبان / بیزبانی مین ہین تسبیح خوان
ظلم سے بدتر کوئی پیشہ نہین / تیز تر اس سے کوئی تیشہ نہین
ظلم ظالم ہے اسی کی بیخ کن / غیر برا کہ ہم کا ہے بیخ و محن

۱۰ ... ۱۱ ... ۱۲ ... ۱۳ ... ۱۴ ... الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر ... ۱۵ ... والارض ... ۱۶ الظلم ظلمات یوم القیامۃ

دم کے دم کا اسکے ہو رنج و عنا
اسکی گردن پر قیامت تا بہا
اس سخن کی کچھ نہیں ہے انتہا
دختر شہ کا سنو کچھ ماجرا

بیان رنج و مصیبت جانکاہ کا بیمار ہو کر مرنا دختر شاہ کا

الغرض بیچارہ ادہم نیم جان
ریگ پر تھا شل ہی کہ طپان
بیکس و بیار و بے خویش و تبار
سر بسر سنگ جفا سے سنگسار

خاک پر بیہوش دیکھو تھا پڑا
عشق میں سکین مجروح و گدا
خون میں غلطاں میں پڑا تھا بدن
روح نالاں میں تھی رنج و محن

عبرت حق نے کیا آخر ظہور
عیش میں اس شاہ کے ڈالا فتور
دختر شہ کے اٹھا سینے میں درد
ہوگیا اک دم کے دم میں رنگ زرد

مرغ بسمل کی طرح پر لوٹ کر
بس دم آخر ہوگئی وہ سیمبر
دو گھڑی تک خاک میں غلطاں رہی
سننے پائی کچھ نہ کچھ اپنی کہی

کرنے پائی کچھ نہ وہ ہرگز کلام
ہو گئی باتوں ہی باتوں میں تمام
پہنچی روح اسکی بھی پیش ذوالجلال
ہوگیا ادہم کو روحانی وصال

جسم دونوں کے رہے اس خاک پر
روح پیش ذوالجلال او دگر
گھر میں شہ کے حشر اک برپا ہوا
دم کے دم میں ہوگیا ماتم سرا

جو وہاں حاضر تھے خویش و اقربا
سب پر اس بیکسی کا عالم ہوگیا
تھا نہ کوئی اس شہنشہ کے پسر
تھی یہی اک دختر رشک قمر

اس سے بیحد تھی اسے الفت شاہ کو
تھی محبت بھی نہایت شاہ کو
کھانا وہ کھاتا تھا دختر بغیر
گھر میں وہ جاتا تھا دختر بغیر

یا تو تھی عیش و نشاط دختری
شادی و فرخندگی دیکھی تھی
چھا گیا بس اسکے گھر پر ابر غم
بار سینے کے ہوا تیر الم

ہر یہی دنیا سے دونکا ماجرا
اس سے ہرگز دل نہ تو اپنا لگا
عیش دنیا ہے بہت ناپائدار
باغ میں گل ہے خزاں ہی گھر بہار

تو اماں میں شادی و غم اے سپہر
خاک ان دو تو نے ڈالی سر گذر
دل لگا اس سے کہ جو ہو بیزوال
شادی و غم پر جہاں کے خاک ڈال

مادر دختر کی یہ حالت ہوئی
وہ تو جیتے جی ہی گویا مرگئی
کثرت گریہ سے غفلت کو دیان
آنسوؤں نے ہوگیا دریا روان

اسقدر کی خلق نے آہ و فغان
ہوگیا سر پر مصیبت کا سائبان
آہ و داویلا کا ایسا غل مچا
گنبد گردان کو چکر آگیا

نرگس آسا کوئی تھی ششدر کھڑی
لوٹتی تھی خاک پر کوئی پڑی
تھے کوئی نوچتی تھی سر کے بال
سنبلستان کر رہی تھی پائمال

گورے چٹے جو وہاں تھے سیمتن
پیٹ کر نیلے کئے سب نے بدن
تھے نہ دیکھا میں ہوتی روشنی
وہ طمانچوں سے ہوئے رخ سوسنی

عالم غش میں تھے مادر و پدر
دین و دنیا سے مطلق بیخبر
تھی یہ حالت ہوئی انکی تباہ
ہوگیا نظروں میں سب عالم سیاہ

کیا کروں اس غم کا میں اب بیان
ہر زبان سے نکلتا تھا وا فغان
آخرش جب شاہ کو آئے حواس
نعش دختر کے گیا وہ اسکے پاس

رکھکے سر دختر کا زانو پر کہا
تو نے اے جان پدر یہ کیا کیا
مجھسے پہلے پیشقدمی کر گئی
کوہ غم سر پر ہمارے دھر گئی

میں تو سمجھا تھا کہ میرے بعد مرگ
تو رہیگی کچھ کریگی زاد و برگ
تو نے یہ کیسا کیا بالعکس کام
مجھکو سونپا آخر اپنا انتظام

آہ واویلا دریغا حسرتا
عمر نے مہلت نہ دی تجکو ذرا
باغ میں باد خزاں کیسی چلی
پتوں میں مرجھا گئی کچی کلی

کچھ نہیں بن آتی اب مجھسے دوا
چلگیا بے وقت یہ تیر قضا
ہو اگر مقبول اب میری دعا
عمر اپنی میں کروں تجکو عطا

تجکو زندہ کرے رب العالمین
تیرے بدلے میں ہوں میں زیر زمین
اسکے بالیں پر یہ روتا پدر
یہ گریباں کی طرح تھے چشم تر

آخرش سب نے کہا ایسا نہین ، غیر صبر اب اور کچھ چارہ نہین
حکم غالب سب پہ ہو تقدیر کا ، وہ ہی ہوتا ہی جو کچھ چاہے خدا
گرچہ ہی رنج و درد جانخراش ، دفن لیکن کیجیے دختر کی لاش
اب بجز غسل و کفن چارہ نہین ، گاڑیے اس گنج کو زیر زمین
پیش حکم دامر قاضی قضا ، چاہیے بندہ کو تسلیم و رضا
گو کہ ہو یہ امر سب پر ناگوار ، حکم حاکم مین ہو کسکو اختیار
کام اب آتا نہین کچھ اضطراب ، کرکے بے صبری نہ کھو دیجے ثواب
انبیا اور اولیا نے اے شہا ، دم نہین مارا ذرا پیش قضا
با وجود اس سلطنت اور قرب کے ، سوت سے وہ بھی نہین جانبر ہوے
قبلۂ کونین فرزند علی ، صورت و سیرت مین ہم طرز نبی
گذرا کیا کیا رنج انپر غور کر ، زہر سے ٹکڑے ہوا انکا جگر
سید مظلوم و امام مجتبے [امام حسن] ، نور چشم سید خیر الورے
اقربا و خویش سے تھے بعید ، دشت غربت مین ہوے کیونکر شہید
تھے زمین وہ تابع حکم قضا [امام حسین] ، آگے خنجر کے سر مارا دم ذرا
کافرون کے ہاتھ سے با صد جفا ، اک نبی کے سر پہ آرہ چل گیا
ہوکے رنجیدہ ذرا سی بات پر ، کسطرح کٹوا دیا بیٹے کا سر
حضرت ایوب کے تن کو شہا ، دم بدم مین طعمۂ کرمان کیا [حضرت ذکریا]
بیٹے کو یعقوب سے کرکے جدا [حضرت یوسف] ، یہ رلایا آخر اندھا کر دیا
ہو خدائی جہان کی بندگی نہین ، کچھ جہان کی پیش جائے کچھ نہین
بندۂ عاجز کی یہ طاقت ہو کیا ، آگے مولا کے کرے چون و چرا
کچھ نہین دم مارنیکا یان مقام ، ہو رضا تسلیم بندونکا کام
گر وہ چاہے غم تو پھر شادی کہان ، چاہیے ویرانی تو آبادی کہان
آدمی ہر بستۂ حکم قضا ، کوئی مٹتا ہو لکھا تقدیر کا
جسم ہو صندوق ہو حفظ جان ، جی بدن مین ہو ودیعت کی جان
ہو وہ مالک مال و صندوق کا ، تو عبث روتا ہو اے مجبور رضا
لیگیا اپنی ودیعت کردگار ، سر پٹکتا ہو بڑا تحویلدار
گر امانت اپنی مالک لے گیا ، ہی یہ جا ہے شکر نے رونیکی جا
ہو یہ دنیا ایک باغ دلستان ، مالک اسکا ہو وہ داتا اے جہان
ہین یہ موجودات اسکی پھول پھل ، رنگ و بو اسکے ہین یہ علم و عمل
توڑے مالک گر کوئی گل یا ثمر ، ہو حماقت ہم اگر ہون خشم تر
ہو اسی کا گل اسی کے سب ثمر ، ہو اسی کا باغ دیگر خشک و تر
ملک مین مالک تصرف گر کرے ، کسکی طاقت ہو کہ اسکو کچھ کہے
آپ کو مالک اگر سمجھے کوئی ، ہو سراسر فہم مین اسکی کجی
جی جو ہو ہر شئی سے بہتر اے عزیز ، اصل ہو وہ تن کے اندر اے عزیز
اسکو بھی جب حکم کچھ قابو نہو ، سمجھے ہو مملوک تو کیون غیر کو
جب بدن سے جان ہوتی ہو جدا ، لیتی معدن کا ہو اپنے راستا
تن مین جو ہین جانکاہ بد وات فنا ، اپنے مرکز پر کیا سب نے قرار
مال و ملک و حشمت و گنج و گہر ، تو گیا سب کو یہاں چھوڑ کر
ہو بھلا گر ملک تیری کوئی شئ ، ساتھ رہتی تیری ہو خندہ کے
ہو فقط مملوک تیرا اک عمل ، ساتھ ہو ہر وقت تیرے بے خلل
قبر مین مونس ہو تیرا اے جوان ، حشر مین ہو سر کا تیرے سائبان
باغ جنت ہو یہی حسن عمل ، آتش دوزخ یہی ہو بے خلل
یہ جو دنیا کے ہین درد و رنج و غم ، بیقراری سے نہین ہوتی ہین کم
ہو شکیبائی فقط اسکا علاج ، مستقل رکھ ہر بلا مین تو مزاج
مرضی مولا ہو ادویۂ اکسیر ، فعل اسکا کب ہو حکمت سے بدر
فعل اسکا خالی از حکمت نہین ، جو کیا اسنے وہ قند و انگبین
کثرت صفرا مین قند و انگبین ، تلخ ہین معلوم ہوتی بالیقین
ہین حقیقت مین وہ شیرین لذیذ ، تو جسے سمجھا ہو حنظل ناپسند
ہو وہ دانا اور بینا اور علیم ، خالی از حکمت نہین فعل حکیم
کنہ ہر اک چیز کی اسپر ہو روا ، جو کرے دانا جہان ہو [illegible]

[illegible]

ناصحون سے شاہ نے سنکر کہا
ہی بشر ہر وقت مین مشغول حال
ہو نہ جبتک ذات ہولی مین فنا
بعد صد رنج و تردد سب ہی نے
رونیکی اتنی وہان کثرت ہوئی
سنت و شوئین اسقدر عطر گلاب
اسقدر رگڑا گیا سنان قفن
غسل جب اس لعبت چین کو دیا
زیست مین بہی جسقدر وہ تہی غریب
لب سے ظاہر خندۂ دندان نما
ہر سر مو با زبان بے زبان
مجھپر اور کرم ہو جو آئی یہ بلا
پوچھنے کو ہیں بنا تو نکا بیان
غسل دیکر جبکہ پہنایا کفن
فرق دونون مین ہی کچہ بیدار راہ
تو اگر دونونکو سمجھے ایکسان
جہد کر اور چہر غفلت کو اٹھا
تو جسے سمجھا ہی زندہ اے اسیر
جبکہ پہنایا گیا اسکو کفن
مرنے کے لشکر سے ہین رونی کہان
آدمی کو وہ ہی آتا ہی نظر
اسقدر تہی کثرت سینہ زنی
لیچلے تابوت کو گریان و زار
چاک کپڑے اور برہنہ پا و سر
اپنے اپنے حال مین ہر شخص تہا

دل سے ہین سب تابع حکم قضا
کب ہو غالب سینہ پر صاحب کمال
حال پر غالب ہو تو اسکا گیا
فکر مین تجہیز اور تکفین کے
جس سے شرمندہ ہو ساون کی جہڑی
صرف مین آیا کر کیا کیجے حساب
صندل و کافور و درد و دلستان
جسنے دیکھا حسن کو غش کر گیا
موت سے دونی ہوئی چہرہ پہ زیب
چشم سے غمزہ عیان با صد جفا
کر رہا تہا زیست کو اپنی بیان
ہی یہ ساری صبر و ہمت کی سزا
چاہتے ہین کش و ل اے نوجوان
مرد و زن پرچتی وہ گویا خندہ زن
لیک کب ظاہر ہو جز حکم الہ
پہر ہی آنکھون پہ تیری بیکمان
تا دکھائی دے تجھے ارض و سما
ہی وہ مردہ بلکہ مردے سے بتر
اور دونی ہوگئی اسکی ہین
لیک تہا وہ اور اسرار نہان
غیب سے ہو حکم اسکو جسقدر
ہو گیا سینہ ہر اک کا سوئی
سوی مرقد با ہزاران اضطرار
خاک بر سر وکے سر سے بیخبر
مرد و زن رنج و بلا مین مبتلا

مین جو یون گریان و دل افگار ہون
حال پر جو شخص غالب ہو گیا
با دل غمگین و چشم اشکبار
اسکو نہلانے کو جب وہ آگیا
اسقدر جاری ہوا سیلاب چشم
عود و عنبر کی زبس تبخیر کی
لیکے ہندوستان ہو یا ملک چین
جسطرح ہوتے ہین گل شبنم سے تر
منہ سے اسکے غنچہ بہی شرمندہ تہا
برمی تن حال اصلی پر بجا
کر رہا تہا اسکا ہر ہر جزو تن
کر رہا ہی جذب قلبی وہ فقیر
تجکو ہو کہنے سے اسکے کیا خبر
چشم بندی ہی نہ پہچانے اگر
مردہ وہ ہی یا وہ حق سے جو ہو وہ
تو زمین کو جانتا ہی آسمان
جنکو تو سمجھا ہی غافل زندہ دل
مرنے سے پہلے جو کوئی مر گیا
چشم دل سے دیکھتا ہی کوئی بغور
غیرت حق نے زراہ احتمال
جو بری باتونکو سمجھے ہین بھلا
بادشاہ اور اقربا سب شاہ کی
آگئے آگے نعش دختر کی وہان
بحر حیرت مین بس تہی غوطہ زن
یہ غم دنیا جب اس منوال ہو

اضطراب قلب سہنا چاہیون
ہی ملک سے فوق اسکا مرتبا
شاہ پہر آخر ہوا مصروف کار
کیا کہون اسوقت کا مین ماجرا
صرف مین تہا پانیکی جا آب چشم
اک گہٹا سی آسمان پر چہا گئی
طبلۂ عطار تہی روے زمین
چشمہ کوثر مین یا عکس قمر
رخ بسان لالۂ رخشندہ تہا
گرمی حسن بدن رونق فزا
مین ہون زندہ تم نہ پہنا دو کفن
نکلے سکتا روح کو میری اسیر
تو تو ہی راہ خدا مین کور و کر
مردے اور زندے کو تو اے بیخبر
زندہ وہ ہی جو ہو غرق بحر نور
نیک کو بد کو سنا اے نوجوان
مثل مردہ ہین وہ بار زمین
زندہ جاوید ہی نزد خدا
ایک بہی انمین نہ تہا مرنے کا خود
پر وہ آنکھون پر رکہا تہا انکو دل
انکی آنکھون پر ہی پردہ غیب کا
پہوڑتے تہے غم مین سر دیوار سے
پیچہے پیچہے خلق با شور و فغان
ہو گئی تہی کم حیات مرد و زن
سوچ دل مین حشر کو کیا حال ہو

جبکہ اسرافیل پھونکے صور کو | مرد و زن کی روح ہر اک زندہ ہو | ہو گی اور ہر طرف سبکی نظر | ایک ہوگا دوسرے سے بیخبر

خوف سے کانپیگا ہر اک شل بید | رنگ دہشت سے ہو خلقت کا سپید | اطلاع اسمیں نہو ہرگز کبھی | مرد کو زن کی نہ زن کو مرد کی

پہونچا جب تابوت اُسکا قبر پر | لوٹتا تھا خاک پر ہر ایک بشر | ہوگیا پھر قبر کے گرد اہتمام | پاس سے تا کم ہو اُسکے ازدحام

ہوگئے ہر چار سو دیوے کھڑے | آئیں مستورات تدفین کیلیے | قبر پر اس ماہ سیما کے ہوا | مخمل و زربفت کا ڈیرا کھڑا

آگئے اُس ڈیرے کے نیچے شامیان | لعل و گوہر کا چمکتا سائبان | گرد ڈیرے کے قناتیں تھیں کھڑی | غیر محرم تا نہ آئے واں کوئی

رک گئی گرد اُنکے خوشرنگ قنات | دفن کی مخفی رہی تا واردات | لیک دلبر شاہ کے یہ نقش تھا | ہے یہ نقص عہد ادہم کی سزا

کرکے بدعہدی کیا اُسپر ستم | ہے یہ بدعہدی سے ہمپر درد و غم | اُس وزیر بیخبر نے با خدا | ظلم کرکے مجھپہ نازل کی بلا

مانا بیٹے کہنا اس نااہل کا | جب ہوا ایسی بلا میں مبتلا | مستعد تھا میں وفا پر عہد پر | راہ زن میرا ہوا شخص دگر

تو تو ہے دانا و بینا و بصیر | تجھپہ روشن ہے مرا حال ضمیر | کچھ نہیں اسبات میں میری خطا | عفو کر یہ جرم میرا یا خدا

پھر بہت سے لعل و یاقوت و گہر | جلد ابریشمیں و سیم و زر | قبر پر اُسکے کیے شہ نے نثار | ہوگئے محتاج جس سے مالدار

اسقدر خیرات بے اندازہ کی | ہوگئے سب ملک کے مفلس غنی | جو کہ تھا قبضے میں شہ کے مال و زر | سب کیا خیرات اُسکی قبر پر

صدقہ ہے ہر درد و ہر غم کا علاج | قبر کی ظلمت کا ہے صدقہ سراج | چوب کا صندل کی اک صندوق تھا | جسکے اندر اُس پری رو کو دھرا

قبر کے اندر کیا صندوق بند | تا نہ پہونچے خاک سے تن کو گزند | تھا بدن اُسکا زبس آئینہ سان | خاک سے اُسکو نہ تھا پہنچے زیان

گر پڑے آئینہ رو پر غبار | اور رہتا ہے زیادہ آبدار | تھی حقیقت میں وہ گنج بیکران | اسلیے زیر زمین پایا مکان

خاک میں ڈالی کو کرتے ہیں نہان | سبز تا اُس سے ہو نخل و بوستان | سبز تھا دفن میں اُسکے نہ بھید | سبز ہو ادہم کی تا کشت امید

جبکہ گذری سات پوری دو گھڑی | تب فراغت دفن سے اُسکو ہوئی | دفن اُسکو قبر کے اندر کیا | خاک کو سونپا وہ در بے بہا

چشم گریاں با دل پر درد و غم | ہٹ کے آئے شاہ و اہل حشم | قبر پر بہر حفاظت مرد کار | کر دیے شہ نے مقرر بیشمار

گرد اُس ڈیرے کے ہر سو جابجا | پہرے چوکی کا تقید کر دیا | سیکڑوں حافظ قرآنخوان کیے | سیکڑوں عابد عبادت کیلیے

پھر کہا شہ نے نہ گذرے ایک ماہ | جلد ہو تیار اُسجا خانقاہ | بہر تعمیر اُنکو تاکید بنا | کرکے شہ پھر شہر میں داخل ہوا

اسطرح تھا حال شاہ ارجمند | جسطرح مجمر کے اندر ہو سپند | چھوڑ کر میں انکو غم میں نیمجان | کرتا ہوں اب حال ادہم کا بیان

دیر گذری ہے وہ مرد خدا | خاک و خون میں اے حسن ہے مبتلا

ادہم کا ہوش میں آنا اور جوش عشق سے شہر نامیں جاتا سُننا حال شہزادی کے مرنے کا اور بیان وحشت کے غلبہ کرنیکا پچھلے کو لاش معشوق کی نکال لانا قبر پر پہونچکر اور رکھنا اُسکا بن میں حجرے کے اندر

دو گھڑی دن جبکہ باقی رہگیا | آئی ادہم کو طاقت کچھ ذرا | ہر طرف دیکھا اُٹھا کر اپنا سر | کچھ نظر آیا غیر صحرا کے نظر

پھر کو دیکھا نہ وہ دربار شاہ
جوش مستی میں ہوا بے گدا
ہو نہ پچا در پہ شہ کے جب گیا
کر گئی وہ اس جہاں سے انتقال
جس طرف جاتا تھا وہ مرد خدا
تھی سحر کے وقت آ جبھی چلی
جب ہوا دختر کے مرنے کا یقین
دفن کر کے آئے جب شاہ و وزیر
گھر میں اپنے بادشاہ داخل ہوا
تھے زلیل سجا بہار اور مرد زن
رات کو وہ جا بجا پھرتا رہا
چشم گریاں لب پہ آہ جاں ستان
جبکہ حالت اسکی ابتر ہو گئی
منتظر جان میں آ لی اسکے یقین
پھر اسی آہٹ پہ آ گئے بڑھا
جب سے بیٹھا اک شجر کی آڑ میں
گو نہیں کرتا تھا وہ آہ و فغان
گر وہ اس چھوڑی کے کہتے پاسبان
بسکہ کرتا تھا خدا کو کام کا
ناگہاں ہر اک ہوا مست خواب
نصف شب تک جب چلی ٹھنڈی ہوا
ہی یہاں ہر اک کو بیدار میں خواب
خواب عاقل ہے سراسر انتباہ
خواب ہے جزو نبوت اے فتا
خواب کب ہو جی اگر بیدار ہے

گھر نہ در دیکھا نہ بزم و بارگاہ
شہر شاہ ان کے یہ اٹھ کر کھڑا
دیکھ کر کہنے لگی خلق خدا
کیگئی وہ دختر نیکو خصال
تھی ہر اک کی اسی زبان پر یہ صدا
دو پہر میں کس طرح سے مر گئی
گر پڑا بیہوش بالا سے زمین
ہوش میں جب آیا یہ مرد فقیر
اور چلا صحرا کو یہ مرد خدا
غم میں اس رشک قمر کے نعرہ زن
قبر کو اس ماہ رخ کی ڈھونڈھتا
ڈھونڈھتا تھا قبر وہ وحشی جوان
بوئے الفت آ کے رہبر ہو گئی
بوئے مشک نافہ آہوئے ختن
متصل اس قبر کے پہنچا گدا
تانہ اسکو پاسبان پہچانلیں
ہر سر ہوسی نکلتا تھا دھوان
ہو گیا ان پر غضب خواب گران
خواب کو ان پر مسلط کر دیا
دیکھیے جسکو سو تھا مست خواب
بیخبر غفلت سے ہر اک ہو گیا
جاگتا ہو اسکو ہر اک شیخ و شاب
بہتر از بیداری اہل گناہ
ایک سے خواب انبیا و اولیا
نیند کب ہے وال اگر ہشیار ہے

تھا وہ از خود رفتہ و مدہوش عشق
پھر اسی حالت میں با آہ و فغان
جسپہ تو عاشق تھا اے مرد فقیر
وہی تھی تو نے کیسی اسکو دعا
جانا او ہم نے بگدا ہے ہوشمند
القرض در پر گیا جب وہ جوان
سر کو اپنے اسکے در پہ مار کر
دیکھکر خلق خدا کو نعرہ زن
ظلمت شب میں نہ پہچانا گیا
اسمیں کیا معلوم ہو حال گدا
وہ شب تاریک صحرا لق و دق
آخرش وہ جستجو کرتا ہوا
قطع جب وہ ہم نے کی تھوڑی سی راہ
گفتگو ہی پر وہاں بھی کچھ سنی
دیکھکر بیدار خلقت کو جوان
دل کے اندر تھا وہ حیرت میں و غش
گذری اس حالت میں سب نصف شب
کام جو کچھ چاہتا ہے کردگار
غلبۂ خواب اسقدر ان پر ہوا
دفن دختر میں محبت کی ہے بات
خواب غفلت میں نہاں ہے ہر بشر
ماہر اسرار ہیں اصحاب کہف
خواب اسکا فوق ہے طاعات سے
چشم کہ غفلت ہے دنیا سے اگر
دل کو بیدار اپنے اے محو دنی

پھر اٹھا سینے کے اندر جوش عشق
شہر کیجانب ہوا راہی روان
لایا تھا جسکے لیے در منیر
وہ گل تر جس سے شہر مردہ ہوا
لوگ سب کرتے ہیں تجھ سے التجا
خلق کو دیکھا وہاں نعرہ زنان
گر پڑا یہ تھر تھرا کر خاک پر
پھر اٹھا کر خود روتے ہیں
نعرہ زن ہے کون یہ مرد خدا
جیسے نقارہ میں طوطی کی صدا
رستموں کا جس میں ہو ٹے نگ فوق
اسطرف کو جذب قلبی سے چلا
اسکے دل کو بھی ہوا کچھ اشتباہ
دور سے آئی نظر اک روشنی
دور تر اسنے درختوں میں نہان
خوف سے ظاہر میں تھا لیکن جری
صنعت حق کے کیا سبب اسباب
جمع ہو جاتے ہیں سب اسباب کار
جاگتا اسمیں نہ کوئی بھی رہا
شل ہوئے تکلیف جو کھینچی بہت
جانتے ہیں ہم جنھیں ہشیار تر
عاقل و ہشیار ہیں اصحاب کہف
ہو جسے الہام غیبی کی خبر
راہ حق سے جی ہے انکا با خبر
چشم ظاہر کی نہ کچھ کر پیروی

آدمی ہی بستہ حکم قضا — وہ لیے پھرتا تھا اسکو جابجا
کچھ نہین تدبیر اسکی کارگر — رہی پس غفلت سے اپنے کور و کر

سکتے مین تھی دختر شہ مبتلا — اور مقدر مین تھی اسکی یہی شفا
زیست کا اسکی یہ سب سامان تھا — غیب سے جو یہ سب ظاہر ہوا

ورنہ کیسا کاروان کیسا طبیب — پردہ ظاہر ہین یہ سب اے لبیب
زندہ کرنا جو اسے منظور تھا — اسکا یہ اسباب ظاہر کر دیا

کاروان مین سے کوئی مرد خدا — دیکھکر یہان جالا آگ کا
دلمین اپنے پختہ کرکے یہ گمان — خانۂ درویش ہی شاید یہان

آگ لینے کو وہان آیا چلا — تا کرے وہ اپنے کچھ حاجت روا
متصل حجرے کے تب ہو جا کھڑا — رنگ و وہم کا ہوا دہشت سے زرد

دل مین یہ سمجھا کہ شاید پاسبان — قبر کا دختر کے آیا ہی یہان
یہ کوئی جاسوس ہی جو پاس لاش — کرتا پھرتا ہی بیابان مین تلاش

کیا اندھیرے مین جو آیا ہی یہان — راز اسپر ہو گیا شاید عیان
سنتے ہی اس شخص کی وا زبا — اسکے ادہم غار کے اندر چلا

پاس حجرے کے وہان تھا ایک غار — چھپ گیا آنکھون سے وہ ہو کر بیقرار
اندر اس گھر کے جو آیا وہ جوان — دیکھتا ہی کیا کہ تنہا اک مکان

ایک گوشہ مین بت سیمین بدن — بیٹھی ہی پہنے ہوئے تن پر کفن
آتش اسکی سامنے ہی شعلہ زن — دم بخود بیٹھی ہی وہ غنچہ دہن

شکل و صورت مین وہ بے رشک قمر — خیرہ جسکے نور سے ہوتے نظر
دیکھکر یہ حال وہ خائف ہوا — قافلے مین اپنے وہ پھر گیا

قافلہ سالار سے اپنے کہا — جو کہ یان دیکھتا تھا ماجرا
تھا قضا ہی کا انہین یا طبیب — حاذق و دانا و ہشیار و لبیب

لیکے ساتھ اسکو امیر کاروان — سنتے ہی اس بات کے پہونچا وہان
تھی وہان وہ شہزادہ حورزاد — پہونچے یہ دونون وہان ناشاد

بے تامل بے توقف گئے وہان — پہ گئے روشن تھی وہ آتش جہان
جا کے دیکھا فی الحقیقت تھی وہی — جسطرح کہتا تھا وہ مرد ہی

دیکھکر اس حال کو ششدر رہے — لب گزان حیرت سے وہ مضطر رہے
آئینہ سان شکل جسکی آئی نظر — ہو گئے حیران دونون دیکھکر

بولا وہ آخر حکیم نکتہ دان — رنگ مین دیکھے یہ رونق کہان
ہی جو رخسار و سینہ اسکے چمک — یہ طراوت یہ لطافت و نیک

یہ بلا ریب گمان سکوت ہی — سدہ مین ہی جو بیہوست ہی
ہین نہین کوئی طور دیکھا نہین — تیرگی بے رونقی اصلا نہین

نبض دیکھی پاس جا کر پھر بغور — رنگت دلکش اور بشرہ کا طور
چشم سے اسکے اٹھائی پھر پلک — روشنی مین دیکھی آخر مردمک

مردمک مین دیکھکر عکس چراغ — پا گیا مادہ ہی اسکا دماغ
آدمی مین جب تلک ہی جان — عکس پتلی مین ہی پڑتا بیگمان

مبتلا سکتے مین اسکو دیکھکر — جیب سے اسکے نکالا نیشتر
کرکے نام حق سے اول ابتدا — نیشتر سے کی رگ قیفال وا

قدرت حق سے ہوا جاری لہو — جسطرح زندے کے تن سے ہو لہو
تھے جو کچھ سامان اسکے زیست کے — وہ قضا نے جسم سارا سکر لیے

خون فاسد جب ہوا تن سے بدر — ہوش مین آئی وہ ماہ سیمبر
دونون آنکھون کو کیا اسنے جو وا — ہو گیا ناگہ تحیر کا سامنا

شرم سے سر کو کیا اپنے فرو — پوچھا اسنے تم بتاؤ کون ہو
مین کہان ہون اور یہ کیسا مکان — گھر سے مجھکو کون لایا ہی یہان

ہی کہان وہ تاج و تخت زرنگار — جام لعل و کوزہ ہای آبدار
خانۂ زربفت پوش اپنا کہان — مخمل و دیبا کا فرش اپنا کہان

خانمان سے مجکو یون کرکے جدا — کون اس صحرا مین لایا ہی بتا
کسلیے مجھکو پہنایا ہی کفن — کیون ہی عریان یہ مرا تن و بدن

خاک مین کیون مجکو ڈالا ہی یہان — ماجرا کیا ہی کرو مجھسے بیان
سنکے تھا حیران وہ دانا حکیم — یون لگے کہنے کہ یا اللہ النعیم

علم ہمکو کچھ نہیں اس بات کا
راہ گم کرکے ہمارا کاروان
تجھکو اس حالت کے اندر دیکھکر
ہمنے بیماری سمجھی جان کر
ہم نہیں کچھ جانتے اسکے سوا
نام کیا ہے کون ہے تیرا پدر
جب سنی ادہم نے انکی گفتگو
ظلمت شب میں ہوا باہر کھڑا
لیک وہ دونوں شخص ہیں دوستین
صبح صادق کی پیشانی کا نور
دیکھنے کو چشم بینا چاہیے
گر نہو تا شوق وصل سیمبر
بر طریق سنت خیر الانام
نفش کو اسکی جو لایا ہے یہان
یون کہا دونون نے اے مرد خدا
یہ ہے کس گلزار کا سرو روان
چاہیے کرنا بیان احوال کو
حال شہ اور ظلم بیداد وزیر
قبر میں سے لانا اسکی لاش کا
سنکے وہ حیران و ششدر رہگئے
عشق کی صنعتگری ہے بیشمار
تھی بیاری عشق کی صنعتگری
عشق کے اندر ہے قوت بیشمار
عشق نے ادہم کے تاثیر کی
گذرے جو جو اسپہ تکلیف و درد

ہے ترے احوال کا عالم خدا
قدرت حق سے ہوا دیہا ان
اسنے جاکر قافلے میں دی خبر
ہاتھ میں تیرے لگایا نشتر
کون تو ہے اور کیا ہے ماجرا
کون سے ہے شہر میں تیرا گھر
غار سے نکلا برائے جستجو
انکی باتونکو وہان سنتا رہا
پاسبان قبر جوینده نہین
کب چھپا رہتا ہے پیش ذو الشعور
دل مصفا گوش دل وا چاہیے
روح ہو جاتی بدن سے در بدر
جاکے ادہم نے کیا انکو سلام
ہے یہ اس دختر پہ عاشق بیگمان
کر بیان جسے یہ کیا ہے ماجرا
رو نما جسکی ہے بستان جہان
تا تسلی دل بیتاب ہو
سو تیہو نکالا تا اور وہ دارو گیر
دو برس ہنا بلا میں مبتلا
کہکے بس اللہ اکبر رہ گئی
عشق کا ہر دم نیا ہے کاروبار
دختر شہ پر جو کچھ طاری ہوئی
عشق پر آسان ہے سب کاروبار
وہ پسر جو اسپہ عاشق ہو گئی
سنکے دختر ہو گئی دہشت سے زرد

ہے ابھی اسجا ہے اپنا گذر
دیکھا آتش کو روشن دور سے
سنکے یہ احوال ہم آئے یہان
تھی مقدر لیکہ تیرے یون شفا
کر بیان اب ہمسے اپنے حال کا
کر بیان کس گلستان کا گل ہے تو
پاس آکر تا سنے انکا کلام
غور سے دیکھا تو وہ آئینہ رو
ہے سعادت انکی سیما سے عیان
نور ایمان میں ہے وہ تابندگی
اس پری پیکر کو زنده دیکھکر
جبکہ یہ ادہم نے دیکھا ماجرا
عقل سے سمجھا انھون نے بالیقین
راز کا ہے اسکو محرم جانکر
کون تو اور کون ہے یہ دلربا
یہ زمین پر اختر تابنده ہے
عشق کا اول سے سارا ماجرا
اسکا مرنا اور رکھنا قبر میں
سو بہو اپنی تمامی داستان
عشق کی صنعت سے حیرت ہو گئی
عشق کی تاثیر ہے حد سے فزون
شاہزادی پر جو گذرا ماجرا
سنکے یہ احوال جانکاہ فقیر
دیکھکر احوال ادہم کا تباه
دیکھکر ادہم کو یون پژمرده حال

کچھ نہیں اس حال کی مجھکو خبر
آیا اک ذرا آگ لینے کیلیے
عارضی سے تجھکو پایا نیم جان
فصد کا حق نے بہانہ کر دیا
گذرے کیا کیا رنج تجھپر اور بلا
پائی ہے کس بوستان میں رنگ و بو
مطلع ہو حال مخفی پر تمام
با فصاحت کر رہا ہے گفتگو
نور ایمان سے ہے روشن شمع سان
ماه و خور کو جس سے ہو شرمندگی
ہو گیا فرحت سے ادہم بیخبر
پاس انکی شادمانی سے گیا
اس مکان کا ہے یہی بیتاب مکین
پوچھی اسنے حال مخفی کی خبر
کسطرح لایا ہے اسکو سچ بتا
جسکا ہر اک ماہ سیما بنده ہے
من وعن ادہم نے ظاہر کر دیا
کھینچتا رنج و اذیت صبر میں
تھا جو کچھ گذرا کیا بالکل بیان
دونون کو سکتے کی حالت ہو گئی
لکھنے اور پڑھنے سے خلقت کی برون
جذب قلبی سے یہ سب ادہم کے تھا
رہ گئی حیرت میں وہ بدر منیر
چشم تر غم سے ہوئی وہ رشک ماہ
آپڑا دلمیں انھین پر یہ خیال

پھر مرا اسکے عقد ہو یہی
حکم کو میرے بدل ڈالے بجا
ہم ہوں دونوں عقد کے سر گواہ
تیری خدمت سے ہو پہچے وہ کلیم
اسکے پیچھے حضرت ہو وہ جوان
ہو گیا اتنے میں ہنگام سحر
حسن ہے اسکے وہ جنگل پر فلک
ہے وہی گلزار باغ و بوستان
دشت میں گلزار ہے فردوس ہے
خندق پانے لگا راہ دوستو
لطف اسکا عاشق بیدل پوچھ

تیری خدمت میں ہے یہ عرضی جی
جو کہو میں ہو نہ فرق اس میں ذرا
تا ہوں نا خود میں پیش اللہ
پھر کہنا مانتا ہوں میں یقین
مرد ما بیرا در حکیم مہربان
ماہ کا مقصد ہوا پھر اک بشر
رشک فردوس بریں وہ گام ہوا
جلوہ فرما ہو جہاں حور جنان
جلوہ فرما ہو وہاں گر نازنین
جس میں سنگ پیر فرسودہ ہو

جان و دل سے ہے یہ خدمتگزار
عقد میں کرتی ہوں پس اس شرط پہ
دست بستہ ہو کے ادہم نے کہا
اسطرح دونوں ہیں ایجاب و قبول
کاروان میں آ گئے دونوں رفیق
کوچ کرکے کاروان آگے گیا
ہو گئے اس دشت پر کے خارزار
ہے وہی گلشن وہی باغ ارم
صد نگین جسجگہ ہو عطر بار
معدن یاقوت و مرجان ہے وہی

ہو نہ سر زد یہ خلاف شرع کار
چاہیے مجھکو نہ لعل و سیم و زر
جان و دل میرا ہے سب تجھ پر نثار
ہو گیا پیش گواہان عدول
بحر حیرت میں ہوئے یکسر غریق
رہ گئے ادہم وہاں اور دلربا
اس کف رنگین سے مثل نو بہار
دلربا جب جا کر سے رکھے قدم
سنبل و ریحان وہاں ہو سنگ خار
سنبلستان نرگستان ہے شہر
وحشی دلدادہ و بلبل سے پوچھ

مدت تک جنگل میں رہنا ادہم اور اُس ماہرو کا پھر پیدا ہونا اور پرورش پانا ابراہیم فرخندہ خو کا

الغرض وہ ادہم فرخندہ فال
شدہ رتن کی در بچی کی کچھ خبر
گر وہ ہوتی پاس ادہم پھر جدا
صحبت ادہم کا آخر اسقدر
صحبت صالح ہے یہ اکسیر کیمیا
جب گئے پیغمبر خلیل الزمان
ہو گئے صحبت سے گلزار بیگمان
صحبت کامل کو کرلیں اختیار
ترک لذت میں جو کچھ ہو د القا
ہے جہان ویرانی ظاہر عیان
گو کہ وہ صحرا و بد ویران تھا
رفتہ رفتہ وہ ولیہ کاملہ

ہو گیا وصلت سے اس گل کے نہال
رکھتا اس ہیبت کو سدا پیش نظر
لوٹتا یہ ماہی بے آب سا
شاہزادی کے ہوا دلپر اثر
جس سے ہو قلب سیہ کو بھی ضیا
جسجگہ ہو پہنچے یہ ادہم سالکان
اسکے کفش و لکھ استاکہ کا دہان
تا کہ تو اس بحر حیرت سے ہو پار
کون سمجھے اسکو جز مرد خدا
ہے وہاں آبادی طن نہان
معدن جمعیت کی لیکن کان تھا
ہو گئی اس مرد حق سے حاملہ

جان و دل سے تھا پرو رنثار
وصل میں بھی اسکی تھا حال گدا
حاضر خدمت ہی رہتا تھا جوان
روز و شب کرتی ریاضت بیشمار
تھا نبی کی دیکھ صحبت کا کمال
جس مکان میں ہے خود دیکا نظم
اور کیا اس سے زیادہ ہو اثر
قوت اکثر انکا تھا برگ شجر
ترک لذت میں جو ہے لطف ہوگا
ہے جہان آبادی دکثرت ہیں
ایک مدت تک وہ دونوں لفگار
مرد کا عورت سے جب ہو ازدواج

رات دن محو تماشائے نگار
جسطرح ہو مرغ قبلہ نما
پیچھے پیچھے مثل سایہ جا دو ا
رہتی وہ مصروف یاد کردگار
اور جس سے ہو گیا جسم بلال
جب صبا حضرت پہنچے انکے پاس
تو ذرا کہنے کو میرے غور کر
یا کہ کوئی اور صحرائی بشر
خاک تو سمجھا تو ہو وہ آشکار
ہے پریشانی بھی ور ظلمت
یا د میں حق کے رہے مصروف
باعث تولید ہے یہ امتزاج

۱۵ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا بالانتقال بالجمال ...

وہ تن تنہا ہین فوج بیکران
چشم ظاہر بین تھی لکڑی عصا
اُسکا دل آئینہ شفاف تھا
محرم راز جناب کبریا
راز سے باطن کے جو واقف ہوا
نقد پھر کچھ پشت مین اپنے فقیر
جانکر مفلس مجھے اور بینوا
مال و زر بیجان و دل سمجھو فدا
دیکھئے گر کچھ ملک غیبی کی بہار
ذلت انکی مین عزت جو فنا
متصل ہیرے ہوا ای مرد تکو
ڈھونڈھنے کی اپنی سیلی سے دوا
مفلسی مین مفلسو تمکو ہے غنا
پس جوان نے جبکہ اوڑھی وہ ردا
ملک غیبی کی جو دیکھی ہر طرف
لعل و الماس زمرد سیم و زر
یا ان قالب مین قالب سے جدا
ہر ایک مین سو سے نمایان روشنی
عقل سے باہر جو کچھ اسرار تھے
دیکھی اس نے نور مخفی کی بہار
عرض و طول اسکا بلا شک کیا لکھین
سیم و زر کی خشت سے اُسکی بنا
بیچ مین اسکے زمرد کا مکان
ہر طرف سے اس مکان کے ہین روان
اسکے اندر تخت زرین ہے بچھا

اُسکے قبضہ مین ہر ملک جہان
تھی حقیقت مین گر زندا زدہا
معدن نور و تجلی و ضیا
راز مخفی کو نہین کرتے ہین وا
کور و کر اور گنگ ساکت رہگیا
با ادب ہو کر گیا پیش فقیر
ہو دل اسکا بار غم سے پر وتا
اپنی غفلت سے نہین ہے جانتا
تب ہوئی ان پر بھی معنی فقر آشکار
بیکسی انکی کسی فقر اعتبار
منکشف تا تجھپہ راز غیب ہوا
سخت کمینہ پارہ پارہ ہو گیا
بیکسی مین بیکسو تمکو ہے مزا
یہہ تصرف مرد حق کا کچھ ہوا
بحر حیرت مین ہوا اک بار غرق
تھے خزف ریزے سے بھی ہیچ اتر
تھی خود بینی بخود ہی سے جدا
محو مطلق ہو گئی کبر و منے
منکشف ہوا اسپہ یکدم مین سے
جس سے ہین نور رسا مستعار
مثل طول و عرض و ہم سالان
لعبیہ جس مین جواہر سے ہوا
گرد جسکے ہر طرف ہین ان
اس لطافت سے کہ کیا کیجے بیان
مسند اسپر ہے نہایت بہا

اپنی فرعونی سے سوی کو ضعیف
اس تردد مین ہے وہ جب اسیر
جانتا تھا راز ناگفتہ کو گو
با وجود علم و آگاہی عام
حال غیبی جو کہ کرتے ہین عیان
ولیمن مٹی وپش کا آیا خیال
راز مخفی کی نہین اسکو خبر
نیم ذرہ دشت ملک غیب کا
مسکنت اسکی ہے فقر سلطنت
کرکے اپنا دل خندہ دندان نما
آیا جب نزدیک اسکی وہ جوان
دی اوڑھا اُس مرد عالیجاہ کو
خاکسار مین ہے وہ اڑی آفرین
اور ہی عالم اُسے آیا نظر
فرسے فرسے مین ہے وہ تابندگی
آسمان سے تا زمین شب ق نور
جسم اسکا ہے جو نا پاک کثیف
بغض و کینہ لذت و حرص و ہوا
گذرا جو جو اُس جوان پر ماجرا
پھر نظر آیا وہ باغ دلکشا
لعل و یاقوت و زمرد کے شجر
سنگریزے کی جگہ ہین گہر
نہر شیر و خمر و جوی انگبین
فرش ہر جا مسند ریشم نفت کا
اسپہ بیٹھا ہے وہی مرد گدا

جسنے سمجھا ہو گیا زار و نحیف
خطرے پر وہ واقف ہوا اسکے ضمیر
لیک نا واقف بنایا آپ کو
آپ کو رکھتے ہین مخفی بالدوام
وہ نہین کچھ جانتے راز نہان
مجھسے اُلفت ہے اُنکو ہو کمال
مبتلا ہے وہ زر و سیم پر
اُسکی ہے دنیا وما فیہا بجا
فقر انکا ہو خراج مملکت
پھر زبانی سے گدا نے یون کہا
اُس گدا نے پھر بلا کے تخان
رمز درویشی سے تا آگاہ ہو
خوار رہنے مین ہے وہ سالار نفیس
ماہ و خور کی جس سے ہے خیرہ نظر
ماہ و خور کو جس سے ہے شرمندگی
قدرت حق کا نمایان ہے جلوس
ہو گیا مانند جان پاک و لطیف
لوح خاطر سے ہر اک مٹ گیا
ہو وہ تقریر و بیان بیجا کبھی سوا
دیکھکر جسکو یہہ [illegible] رہگیا
روشنی سے جسکے خیرہ ہو نظر
ایسے تابان جس سے خیرہ ہو نظر
خشکی خوشبو سے معطر ہو زمین
سب طرح کی وان ضیا تھی فضا
جسکو یہہ سمجھا تھا دلمین بینوا

[illegible]

صاحب مشک و ابریشمین
پر بین ایسا تھا کہ دیکھا ہے نہین
سر پہ اسکے تھا جڑاؤ ایک تاج
رو نما جسکا ہو دنیا کا خراج
دیکھکر یہ وہ جوان خوش ہوا
روبرو اسکے کھڑا جا کر ہوا
اس سے جب درویش نے ہنسکر کہا
غور دلمین کر ذرا مرد خدا
تنگدستی انکی ہے عین غنا
فقر مین رکھتی ہین جاہ دوسرا
جمع مین ہے ہی فقیر ونکو فزا
اسکی لذت کو اگر تو جانتا
راز باطن سے جو تو ہے بیخبر
اسلیے ہے محو لعل و سیم و زر
تا کہ ہو معلوم تیرا اشتباہ
اور حاصل ہو تجھے کچھ انتباہ
سمجھے اس دنیای دونکی بدی
نفس امارہ کی تو جانے سکی
جسقدر ہوتی ہے فہمید بشر
آتے آجاتے ہین بندے کو نظر
گنج غیبی جسکے قبضہ مین ہوا
ہے وہ شاہ دو جہان بے دوسرا
اس جوان سے کہکے یہ باجرا
لے اتار اس دم حق بین ردا
ہو گئے غائب وہ سب اسرار غیب
بند یکبار ہو گئے انوار غیب
عالم حیرت مین کہتا تھا کھڑا
تھا کہان مین اور کہان آیا چلا
دیکھکر درویش کا راز و نیاز
رہ گیا خاموش مرد پاکباز
مال و حشمت چھوڑ کر آخر ہوا
وہ جوان بھی طالب راہ خدا
دیکھکر اس عیش کو ناپائدار
خدمت درویش حق کی اختیار
رہی حسن اب پھر گھوڑی کی عنان

جسکی قیمت ہے خراج سلطنت
رو نما جسکا ہے باج سلطنت
حور و غلمان باہزاران آب و تاب
دست بستہ ہین کھڑے پیش جناب
با ادب اسنے کیا جھک کر سلام
بر طریق سنت خیر الانام
عیش کے اندر گدا ہے یا امیر
اہل دنیا ہین مزے مین بانظیر
خاک انکے ہاتھ مین ہوتی ہے زر
سنگریزہ لعل یا قوت و گہر
دیتا ان نعمای دنیا کو طلاق
ہوتا رکھنا سیم و زر کا تجکو شاق
گرچہ یہ سر قابل افشا نہ تھا
لیک مین نے اسکو تجھپر وا کیا
رمز درویشی سے کچھ آگاہ ہو
چھوڑ کر سب عارف باللہ ہو
ہین خزانے غیب کے حد سے برون
عقل و فہم و آدمی سے ہین فزون
اور بھی اسرار ہوتے تجھپہ وا
حوصلہ تیرا اگر کرتا وفا
تو اسے سمجھے اگر مفلس فقیر
ہے یہ کج فہمی تری مرد حقیر
رہ گیا اسجا فقط مرد فقیر
دوسرا فرخندہ طلعت وہ امیر
وہ نہ محفل تھی نہ وہ باغ جنان
وہ نہ اسرار و نہ انوار و کان
خواب مین تھا یا کہ مین بیدار تھا
مین نے جو دیکھا وہ کیا اسرار تھا
دل ہی دلمین سوچ کھایا پیچ و تاب
اور ہوا حد درجہ اسکو اضطراب
دیکے سب راہ خدا مین مال و زر
کار دنیا سے ہوا وہ بے خبر
صحبت کامل ہے یہ از کیمیا
جسم تیرہ جس سے ہو بالا مجلا
جو رہا ہے حال ادہم کر بیان

ہفت سالگی کو پہونچنا ابراہیم کا مکتب شہر بلخ مین قرآن پڑھانیکو بٹھانا

جب ہوا پیدا وہ فرزند رشید
ہو گیا وہ روز اس پر روز عید
صورت و سیرت مین ہمسر خلیل
بچپنے مین عاشق رب جلیل
پر صفات انبیا و مرسلین
تا رہے مجکو سدا دین متین
اسلیے اس و شکا ہے سنگ دھار
حق مین تھا اس طفل کو باغ و بہار
اولیا امت کے ہین جو انتہین
ہین مثال انبیای سابقین
دین اسلام ہے رونق پذیر
ہیچ غفلت سے کہین وہ تشنہ ضمیر
سن ذرا تو سمجھ مسئلی
تا نہ ہو یہ راز سربستہ جلی

نسلکے ہمسر خلیل اللہ تھا
نام ابراہیم اسکا رکھدیا
اولیا کی روح کو روز ازل
کرتا ہے پیدا خدا عز و جل
روح پیدایش مین ابراہیم کی
پیر و روح خلیل اللہ تھے
اولیا ہین انبیا کے ہمقدم
اسلیے فرماتے ہین خیر الامم
سقف دین کے ہین ستون اولیا
حشر تک جاری ہے انکا سلسلہ
ہین ولایت کے مراتب بیشمار
جانتا ہے انکو عالم کردگار
اولیا کے رتبے سے آگاہ ہو
تا نہ کج فہمی سے تو گمراہ ہو

۵۱

دور ہو افراط اور تفریط سے
ہین ولی کے معنی نزدیک اور قریب
قرب حق جسکو ہوا ہے وہ ولی
قرب کے رستے ہین بیحد بے عدد
اس ولایت کا بیان کرتا ہون مین
ہے محیط اول عدم ہر چیز کو
جب عدم سے ہو گئی اسکی نمود
آ گئی رتبہ مین حیوانات کے
رتبہ انسان مین جب داخل ہوئی
کیونکہ کرمنا ہے اسکی شان مین
اسکے اندر جتنے وہ مکتوم ہین
ہین صفات آدمی عالی صفتی
گو نہ پر تو انکا لیکن ہے فنا
گر کرے یہ کفر و شرک و سرکشی
بدرگی ہے جو کرے انصاف کا
جو کرے اس راز مخفی کو حجاب
عقل و حفظ و نطق و دین فہم و
عقل وہی تھی تا کہ سمجھے بات کو
ذہن کی تیزی سے سمجھے راست
قوت تخییل تھی اسواسطے
صرف تو نے بے محل انکو کیا
اب کرون خاصہ ولایت کا بیان
لیک ہے یہ فاضلیت مستتر
جب نہ شہرت ہو تو ہوا ایمان حق
[illegible] تو آگے اپنے گور جا

تا نہ دونون سے خرابی مین پڑے
دیکھ تو علم لغت مین آشکار
اتصال حق ہے مقصود ولی
حصر کر سکتی ہے کب اسکو خرد

حد اوسط سے نہو تو ایک سو
ہین یہی معنی لغت کے ای جوان
شرط اسمین ہے ولیکن ای فنا
اولاً ہے اک ولایت عامہ

بیان معنی ولایت عامہ کا کہ بالقوہ ہر فرد بشر کو شامل ہے

جب خدا نے چاہا وہ موجود ہو
حکم حاکم سے چلے سوئے وجود
اور کسی رتبے مین نباتات کے
گو نہ قدرت اس سے یہ حاصل ہوئی
دیکھ آنکھین کھول کر قرآن مین
اور اس نعمت سے سب محروم ہین
قدر اسکی حوصلہ کی ہے ولی
اسکے اندر بھی خدا نے رکھ دیا
ہے یہ اسکا جہل ظلم ای متقی
اپنے مولا کے کہے ہو کر خلاف
کیون نہ ہو وہ مورد رنج و عذاب
قول تخییل و استعداد و ذکر
اور کرے دریافت اسکی ذات کو
فہم سے دریافت ہو باطن کی بات
تا کہ تو فاسد خیالون سے بچے

کھلے وہ اسباب ہر یک کیف و کم
حکم اگر ہوتا کہ حیوانی بن جا
پھر ہوا اسپر جو لطف ایزدی
آدمی کو نسبت گاو و شجر
جو کہ ہین اوصاف ذات کبریا
ذاتی ہین سب صفات ذو الجلال
انکے آگے اسکو کچھ نسبت نہین
علم جو ہے اسکو اپنی ذات کا
ظلم کیا ہے صرف شی کا بے محل
ہے ولایت مستتر ہر فرد مین
تجھکو قدرت سے کیے حق نے عطا
تو اگر ان سب کو صرف رائگان
حفظ سے تا حافظ قرآن ہو تو
فکر سے سوچے کہ کیون پیدا کیا
قوت تذکیر سے مطلب یہ تھا

بیان ولایت خاصہ اور اسکے مراتب کا

کھول تو بھی ہے برادر گوش جان
امتیاز و قابلیت مستتر
ہو گیا ممتاز ہر انسان سے

طبقۂ انسان مین جو داخل ہوا
تخم کی قوت مین ہے ای پر ہنر
قرب حق فی الجملہ حاصل ہو گیا

بیان اس ایمان کا جو عند اللہ مقبول ہے

راہ بہتر یہ ہے ای مرد نکو
مشتہر در اصطلاح صوفیان
زہد و عجز و صبر و شکر و اتقا
ہے وہ ہر فرد بشر مین بتمام
سننے کو اسکے عیان کرتا ہون مین
رکھتی ہے نفس نباتی مین قدم
تب قدم اس چیز نے آگے دھرا
نفس انسانی مین داخل ہو گئی
بیگمان ہے قرب حق سے بہرہ ور
آدمی کو اسنے ہے حصہ دیا
ہر صفت ہے اسمین وجہ کمال
عارضی ذاتی کو سمجھے ہین کہین
ہے وہ حاوی ساری موجودات کا
جہل کیا ہے قول شیطان بر محل
مشتہر ہے راز ہر اک مرد مین
گوہر نادر نہایت بے بہا
کیون نہو تیرا جہنم مین مکان
ربط سے سر دفتر انسان ہو تو
ہے غرض بجا لاوے بندگی کیا
ذکر تجلی تا رہے جاری سدا
دیکھیے تا تیرا ہو انجام کیا
سارے موجودات سے فاضل ہوا
بیگمان موجود ہے شاخ ثمر
حلقۂ ایمان مین شامل ہو گیا
سن ذرا ایمان کا مجھسے بیان

۲

رکن ہے ایمان کا اقرار زبان ۔ قلب کی تصدیق بتلاتے مسلمان
جسم ایمان ہے فقط قول بشر ۔ جان ایمان ہے یقین سن لو مگر

گر یقین دلمیں ترے راسخ نہیں ۔ کام کب آتا ہے وہ ایمان نہیں
لاکھ تو نے منہ سے کلمے کو کہا ۔ گر یقین دل میں نہیں کس کام کا

قول کا جبتک نہ ہو دلمیں یقین ۔ وہ قول اللہ کا آگے نہیں
قول لفظی ہوتا کچھ گر کام کا ۔ نفی ایمان انکی کب کرتا خدا

پڑھتا ہے آمنت باللہ ہر بشر ۔ لیک معنوں کا نہیں جسمیں اثر
ہے یہی ایمان ترے جی کا وبال ۔ یہ مسلمانی ہے اک وہم و خیال

جو کہ ایمان ہے خدا کے کام کا ۔ ہے مسلمانی وہ ایمان خدا
وہ مسلمانی وہ ایمان دریہہ ۔ وہ یقین صدق و ایقان دریہہ

ہے یقین وہ چیز اے مرد جوان ۔ آتش سوزاں ہے جس سے بوستان
وہ یقین حاصل تھا ابراہیم کو ۔ ہر بشر کی دنگ جس سے عقل ہو

غیر حق پہ گر رہے تیری نظر ۔ کب ہو وہ ایمان تیرا معتبر
غیر حق سے جب ہو تجھکو انقطاع ۔ تو تجھے ایمان سے ہو انتفاع

ہیں یہ فرماتے نبی مقتدا ۔ قلب میں تیرے نہیں ایمان ذرا
مال و ملک و یار و فرزند و پدر ۔ ہوں نہ جبتک اُسنے ہیں محبوب تر

یعنے حکم انبیا کے روبرو ۔ حسن سے کم ہر ایک شی کو سمجھے تو
حکم اگر فرضاً پیمبر تجھکو دے ۔ بے تامل ذبح بیٹے کو کرے

ذبح بیٹے کا جو مشکل جان کر ۔ بز کی قربانی پہ تو باندھے کمر
تو کہاں تو اور مسلمانی کہاں ۔ دین کہاں اور نور ایمانی کہاں

یہ نہ سمجھے میں تو مومن متقی ۔ گوشت کھانے سے ہے قربانی
ہیں خورندہ اسکے صدہا جانور ۔ گرگ و روباہ پلنگ و شیر نر

عظمت حق حب خیر المرسلین ۔ اسطرح جب ہو کسیکو دلنشین
تو وہ بندہ مومن کامل ہوا ۔ نور ایمان قلب میں حاصل ہوا

جب اگر ایسا ہوا ایمان بشر ۔ اسکی غیر اللہ پر کب ہو نظر
غیر جائز کو جو سمجھے کار دین ۔ آخرت میں ہو شریک خاسرین

ہے یہی ایمانکا دیکھے بتا ۔ ویسے ہو تو تابع حکم خدا
آگ میں جلنا کرے تو اختیار ۔ برخلاف امر حق ہووے نہ کار

جب یقین دل ہوا اسطرح ثبت ۔ جز ہوئی اسلام کی تیری درست
ہے یہ ایمان باعث قرب خدا ۔ نور اسکا ہے ترقی پر سدا

جسکو اس رتبہ کا ایمان ہے نہیں ۔ وہ حقیقت میں مسلمان ہے نہیں
آپ کو سمجھا ہے مومن ہر بشر ۔ اصل سے ایمان کے ہے بیخبر

ہے ولایت اور صلاحیت دور ۔ پہلے تو مومن تو ہو اے بے شعور
نور ایمان سے ہو گر دل منجلی ۔ اب تو اس قابل ہوا تا ہو ولی

لائق قرب خدا اے عز و جل ۔ ہو گیا تو گر کرے اچھے عمل
ہے ولایت عمدہ قسم اے نوجوان ۔ انکے پھر افراد ہیں بیش از بیان

بیان اقسام ولایت کا ہے وجہ کلی ترا اول
قسم ولایت کا نام ہے ولایت محمدی

ہے ولایت سب سے بڑھکر احمدی ۔ کسبے ہوتی ہے حاصل اے بھلے
اتباع سنت احمد کرے ۔ اک قدم باہر نہ اس سے تو دھرے

جان و دل سے ہو فدائے مصطفے ۔ حکم کو انکے بدل لائے بجا
اسطرح سنت پہ رہ ثابت قدم ۔ انکے کہنے سے نہ ہو کچھ بیش و کم

چاہیے خلوت نہ کچھ ترک وطن ۔ مل ہر اک سے لیک و حسن
ہو بحسب شرع سب اختلاط ۔ بیش و کم کی چاہیے پر احتیاط

حد شارع سے نہ ہو باہر قدم ۔ گر نہ کچھ افراط و تفریط اے صنم
حال رکھ اصحاب کا پیش نظر ۔ اور سب دنیا کے اپنے کام کر

تجھکو گر دنیا و ما فیہا ملے ۔ انکے کہنے سے نہ تو بھی تو ٹلے
کیونکہ فرماتا ہے خود پروردگار ۔ ہیں لعب اور لہو اشغال دنیا کے کار

سب سے بہتر قرن تھا اصحاب کا ۔ پہونچے کب انکو کسی کا اتقا
فیض صحبت سے نبی کی وہ یقین ۔ انکو حاصل تھا کہ اب ہوتا نہیں

تھے ہدایت کے فقط آپ وہ نجوم
شمس برج معرفت بحر العلوم

انکے جو افعال تھے مرغوب تھے
وہ عبادت تھی سب محبوب تھے

اتباع شرع تھا انکا شعار
تھا ہر ایک اُنمیں ولی نامدار

لیک چلنا شرع پر آسان نہیں
راہ پر بیٹھا ہے شیطان لعین

کر ذرا تحصیل تفسیر و حدیث
دور ہوتا تجھسے شیطان خبیث

ہیں اسی رتبہ میں عالم بے گمان
نفس کی خواہش نہونے سے عیان

کھانا پینا سونا اٹھنا بیٹھنا
ملنا ہنسنا چلنا پھرنا مے منا

تھی نہ کچھ کشف و کرامت کے تلاش
کسب بدسے تھی فقط انکے معاش

انکے طور و طرز پر ہے جو بشر
وہ ولی بیشک ہے اسی نیکو سیر

تتبع پر انکے بھی مشکل ہے راہ
پیشتر ہیں دلمیں ہزاروں اشتباہ

پیروی نفس و دل سے در گذر
نور ایمان تا ہے ترا جلوہ گر

گر نہو وہ طالب تعظیم و زر
جان انکی کبریت احمر ہے بسیر

صحبت انکی بہتر از طاعات ہے

خدمت انکی بہتر از طاعات ہے

دوسری قسم ولایت کی جسکا نام ولایت عشقی ہے

دوسری عشق و ولایت ہے نگار
جسکا کچھ سب سے الگ ہے کاروبار

ہے وہ مخمور رخ گلعذار
کچھ نہ مذہب و ملت سے ہے کار

نشۂ الفت میں وہ سرشار ہے
دین و دنیا دونوں سے بیزار ہے

اسکو ہر ذرے سے آتا ہے نظر
نور ایسا جس سے ہو خیرہ نظر

خاک سے نفرت ہوا سے ہے حذر
آگ سے خطرہ نہ پانی سے حذر

جسطرف کرتا ہے وہ اپنی نظر
ہے وہی نور حقیقی جلوہ گر

خون کی کثرت میں شیریں ہے فنا
تلخ چیزوں میں بھی آتا ہے مزا

آتا ہے اس شخص کو وہی نظر
برگ و شاخ و خشت و سنان حجر

اس سبب سے صوفیوں کا ہے مقال
علم باطن کیا ہے تصحیح خیال

گو ولی یہ شخص کو بیشک مگر
فائدہ پاتے ہیں کم اس سے بشر

گر نہیں تحصیر ونکو اس سے فائدہ
رتبے میں وہ کم ہے اور نسے فنا

خاک کے اندر اگر زر ہے چھپا
تو بھلا وہ زر ہے کسکے کام کا

فیض ظاہر اُنسے ہے بے انتہا
اسلیے وہ ہیں ہر اک کے مقتدا

دلو میں عشق کے ہوتا ہے مست
کام کا انکے نہیں کچھ بند و بست

جذب مستی سے ہے وہ مسلوب حال
طالب معشوق جو یائے وصال

کچھ اُسے کھانے نہ پینے کی خبر
مرگ کا خواہان جینے کی خبر

وان نہیں ارشاد و تعلیم طریق
بحر حیرت میں ہے وہ بالکل غریق

ہے وہ زندہ لیک وہ نسبے بسر
محو روی گلعذار سیم بر

کثرت صفرا میں جو کھائے غذا
تلخ سمجھے آدمی اُسکا مزا

ہے یہی ہر آدمی کا خاصا
مرتبہ جو وہ ہیں اسکے سوا

منقطع ہوتی ہے ظاہر کی تمیز
جانتا ہے وہ ہر اک کو ایک چیز

قوت تخیل اپنی صاف کر
غیر واحد تا نہ آوے کچھ نظر

شرع کے اندر وہی ہے خیر ناس
فائدہ جس شخص سے ہو بیقیاس

فائدہ اُسکا اُسمیں منحصر
ہے خزینہ خاک میں پر مستتر

گنج ظاہر ہے ولی احمدی
جس سے ہے ہر اک کو فیض سرمدی

رائدین وہ واعظ و ملقین ہیں
امر معروف و ارامر مین ہیں

انکی ہمت سے ہمیشہ تا قیام

دین پیغمبر کو رونق ہے مدام

تیسری قسم ولایت کی جسکا نام ولایت وہبی ہے

ہے ولایت ایک وہبی ایسی بسیر
ہے یہی قسمون سے اپنے تیز تر

دخل اسمیں کسب کو ہرگز نہیں
ہے عطا و داد رب العالمین

وہ طفولیت میں جیسا ہے ولی
ہوتے ہیں سرار اُسپر منجلی

حسب حق وصل طاعت و شوق
خود بخود ہر ایک کو ہوتا ہے ذوق

اول تکوین میں روح اُسکی توی
اور روا جو اُنسے ہے اللہ دیکا

جسکو ملنی تھی ملی روز ازل
کام آتا ہی نہیں کسب و عمل

طبع سکار ید سے ہوتی ہے نفور
کذب و فسق و لہو سے بکلخت دور

خرق عادت بچپنے میں بیشمار
ہوتی ہے بے قصد اُس سے آشکار

سنت احمد پہ رکھتا ہے قدم
ہو سر مو بھی نہ اس سے بیش و کم
وہ کبھی ہیں جیسے کہ در میں چھپا
ہو گئی ظاہر کرامت بارہا

انہیں ہیں ابدال و اقطاب و ابرار
رہتے ہیں انکے ولیکن بیشمار
چاہیے تفصیل اسکی گر تجھے
تو کتب میں دیکھ فیہ کی لکھے

کار دنیا کا ہو انسے انصرام
حکم حق سے کرتے ہیں وہ انتظام
قلب سلطان امیران جہان
اسکے قبضہ میں ہے جیسا کہ گمان

ہاتھ میں جسطرح کاتب کے قلم
چاہتا ہے جو کرے اس سے رقم
ہو گئی جس کام میں ہمدم تھا
صرف انہوں نے اپنی ہمت کر دیا

ہے سلاطینی پہ سلطانی انہیں
حاکمون پر ہے حکمرانی انہیں
خواہش انکی خواہش حق میں ہے گم
حال ظاہر پر نظر کیجو نہ تم

مرضی حق پر ہے جو ہو انکا کام
قول و فعل ظاہری ہے مستعار
نفس کی خواہش سے وہ بیگانہ ہیں
مثل تیشہ فی ید النجار ہیں

گو کہ ہیں ظاہر میں شکل بشر
ہیں فنا فی اللہ لیکن سر بسر
ہیں مثال گوئے در دست قضا
تابع تسلیم چوگان رضا

چوتھی قسم ولایت وہبی ہے کہ جو شخص کامل کے زور اور قوت سے عاصی ولی ہو جاوے

نام چوتھی قسم کا وہبی ہوا
ایک سے یعنی ولی ہو دوسرا
قوت باطن کے اپنے زور سے
اور گر اپنی طرف وہ کھینچ لے

زور سے اسکے ملکاتی قلب کے
بے ریاضت و بے محنت کے ہو
جسطرح کرتی ہے جبرا کیمیا
پارہ بے قدر مس کندن طلا

اسطرح اسکے تمامی سیئات
نیکیاں ہوتی ہیں ہیں نیکو صفات
بخل و حرص و طمع دنیا یک بیک
دم میں توبہ سینہ سے ہیں چلک

صاف ہو جاتا ہے پر آخر دل
نفس امارہ سراپا مضمحل
قوت شہوانی و حرص و ہوا
خود بخود یک لخت ہوتی ہیں فنا

میل دنیا فسق و عصیان و فجور
ہوتا ہے بالطبع وہ انسے نفور
تیرگی جسوقت قلب و روح کی
اسکے اندر سے نکل یک لخت ہوئی

ہو گیا وہ مصدر انوار غیب
دل ہوا گنجینۂ اسرار غیب
ہے اگرچہ محرم راز قدم
لیک اپنے میں ہے تینوں سے کم

ہے یہ نگہ گنج اسکو بلا محنت ملا
رنج جسمانی نہیں کھینچا ذرا
گر لکھوں تفصیل اقسام کے
تو کبھی پوری نہو یہ مثنوی

فرق ہیں ہر ہر قسم کی بیشمار
خالی ہے از تجربہ و تقریر و حصار
ہے ولی کو گو کہ قرب کردگار
پر نہیں تقدیر میں کچھ اختیار

بر خلاف حکم و مرضی خدا
وہ نہیں کر سکتے کچھ اچھا برا
خود مؤثر انکو جو سمجھے کوئی
یہ عبادت دین کی ہے اور کجی

ہے خدا ہر شخص سے ہر دم قریب
فرق اتنا ہے ولیکن ای لبیب
اٹھ گئے ہیں انسے ظلمانی نقاب
بیچ میں حائل ہیں تیرے اور حجاب

حاسدو تکی راہ میں ذات رب
پردے ظلمت کے پڑے ہیں ای عرب
کر کے کوشش تو بھی بے پردہ اٹھا
تا نظر آئے تجھے نور ضیا

گر ریاضت سے بدن مثل ہلال
لذت دنیا سے ہو وے خالی دل
چھوڑ دے تو راہ اپنے نفس کی
کر فقط اس راہ میں انکی پیروی

اولیا نے راہ حق میں جو کیا
گر نہیں محنت کشی ہیں پیشوا
تا کہ ہو تجھ میں بھی پیدا نور غیب
قلب میں تیرے ہو پیدا انوار غیب

خوف سے ظاہر کا ہے ورنہ اعتقاد
اس سے بر آتی ہیں نہیں مراد
ہے ادب ظاہر کا زندوں کے لیے
تا کہ دل دیکھے سے انکا خوش رہے

ہے ولی کی روح زیر عرش پاک
قبر کے اندر ہے جو ہے مشت خاک
روح کا انکے ہی علیین مقام
ہے وہاں عیش و طرب میں بالدوام

ہے پرستش قبر کی بے فائدہ
قبر سے مطلب ہے سب بے فائدہ
تو کہیں ہرگز نہ اپنا سر جھکا
غیر حق سجدہ نہ کر [illegible]

ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین
[illegible]

دان نہیں جز سنگ خشت اے بیخبر
گر کرے تو اُسکے حق مین کچھ دعا
اب نہین ہو سکتا کچھ اُس سے سوا
تجھسے ہو سکتا ہے اُس سے بھی سوا
اُسکا پرتو تیرے اندر ہے چھپا
غیر پر غفلت سے رکھتا ہے نظر
آپ کو پہچان تو اے بے تمیز
تو خدا کو بیگمان پہچانتا
جسکے اندر گم ہے عقل پُر لبیب
ایک گوشے مین ہے اُسکے جہان
اُسکے اجزا مین ہین مخفی اے گدا
قطع جب جاہ و ترک غیر کر
ہے اگر ایوان یوسف تو ہے دل
جلوۂ دلدار تا آوے نظر
ہوتی ہے دل پر سیاہی آشکار
غیر کے پیچھے ہے پھرتا دربدر
کسب مین بندے کو گو ہے اختیار
گر وہ چاہے سے تجھے رستہ بتا
تب ملے اس راہ کا تجھکو پتا
ہر کجی ہے راہ شیطان رجیم
تو قدم رکھ اپنا سیدھی راہ پر
حق نے جنکو نعمتین کی ہین عطا
کونسی دولت ہے جو بہتر ہے ذوق
ہے بری غفلت نہ تو آگاہ ہو
جبکہ تجھکو رہ بتاتا ہے خدا

تیرے بیجا ہیں ہین جو فائدے
وصل اُسکے ہو گئے ہین منقطع
زندے سے ہو سکتے ہین جو جدا
گر ہے زندہ سن اے مرد خدا
ہے اگرچہ وہ منزہ از مکان
دو جہان مین تیرے اندر مستتر
گم ہوا ہے بیشک اے یار آپ مین
کیونکہ کہتا ہے نبی مجتبے
گرچہ ہے چھوٹا بہت سنگ سیہ جا
ہین ہزارون کوہ و دشت و بحر و بر
کیون ہے پھرتا دیکھتا در در شگفت
ہے اگر یوسف تو ہے اس چاہ مین
ہے زلیخا یوسف مصری یہان
گر اگر اُسکی صفائی ہو سکے
اسطرح ہر لحظہ بڑھے تو بتو
غیر سے پرشے ہون کیونکر دلکی دور
کسب مین ہے دخل تجھکو جسقدر
کر خشوع و عجز ہر شام و سحر
راہ حق پر جبکہ تو باندھے کمر
آپ فرماتا ہے قرآن مین خدا
تجھکو اُس رستہ کا دیتا ہے پتا
ہے مراد اس رہ سے راہ انبیا
جب ہوا اللہ تیرا راہ بر
گر چلا تو اور سمت راہ کو
اُسکے آگے اور کا کہنا ہے کیا

ایک یہ ہے موت یاد آوے تجھے
فعل سے تیرے وہ ہو وے منقطع
راہ حق مین جانکر تو ناخدا
شیر مردہ سے ہے رتبہ مین سوا
دیکھ اُسکا قلب ہے اپنے نشان
دوسرے کا تو عبث ہوتا ہے سر
پہلے اپنی آپ کر لے جستجو
جسنے یہ سمجھا آپ کو عارف ہوا
اُسکی وسعت کی نہین کچھ انتہا
اُسکے اندر مستتر اے بیخبر
خانقاہ و مسجد و دیر و کنشت
منفعت گر ہے تو ہے اس راہ مین
تو گیا ہے دیکھنے اُسکو کہان
زنگ کھو اُسکا اگر تو کھو سکے
قلب پر پڑتے ہین جسکے تو بتو
ہے یہ نادانی تری اے بے شعور
غیر مین بھی ہے وہی اے بیخبر
لطف اُسکا ہو تو ہے تیرا چارہ گر
ہین بہت راہین ولیکن اُن مین جو
چاہو تم مجھسے بدل اے راہبر
سورۂ الحمد مین حق کی ہے ثنا
اور بیان عز و جاہ انبیا
تو بھی تو گمراہ ہے اے کور دل
عذر تیرا کل کو کب مسموع ہو
پڑھ کے تو لاحول دل سے کر فنا

آیت قرآن یا قول رسول
خار وحش کو وہم کی جڑ سے اکھاڑ
اسکا کچھ پایاں نہیں ہے باہنر
سامعوں کے حوصلے پر کر کلام
شکل و صورت مین تھا وہ رشک پری
شغل تنہائی مین اُنکا وہ ہوا
دو برس پورے کا جب وہ ہوگیا
اُسکی برکت سے لگے اشجار پر
آخرش از فضل رب ذو الجلال
تھا ہر اک انداز مین وہ بے نظیر
طور و طرز اُسکا ہر اک مرغوب جان
حفظ کر لے وہ کلام اللہ کو
بلخ مین پھرتا تھا اندر کو بکو
آخرش بعد از تردد کے ملا
دیکھکر اُستاد نے ذہن و ذکا
اُلفت قلبی سے اپنے بالدوام
تھی زبس شفقت تہ اُنکی انتہا
شاہ مالک بلخ کا جب اگر
گذرا اُس مکتب سے آگے ناگہان
کرکے اُسجا اپنے گھوڑے کو کھڑا
تھا ہمیشہ سے طریقہ شاہ کا
آ ناپڑھنا جسکا خاطر مین پسند
پھر پیا دو عادت معہود پر
کی جو ابراہیم پر اُسنے نگاہ
پائے ہر اعضا مین اُسکے بیگمان

جان و دل سے اپنے کر دونون نچھاور
ہے یہان تنکے کے اوجھل مین پہاڑ
قصد تو اوہم کا پھر آغاز کر
تاکہ لغزش مین نہ آوے فہم عام
رو نما جیسے ہو ماہ و مشتری
لائے ویسے شکر ایزد کا بجا
اور غذا فی الجملہ وہ کھانے لگا
اچھے اچھے وضع کے شیرین ثمر
ہفت سالہ ہوگیا وہ نونہال
حسن مین خجلت دہ بدر منیر
صورت و سیرت مین یکتا تھی یا...
بعد اسکے علم کی تحصیل ہو
تھی معلم کی ہر اک جا جستجو
اک معلم زاہد و با اتقا
پاس شفقت سے لیا اُسکو بلا
پھر انھین لینے کو آتا ہے وقت شام
تنہا آنا جانا دلبر شاق تھا
کار فرمائے جہان دین پناہ
مصحف ابراہیم پڑھتا تھا جہان
پڑھنا ابراہیم کا سنتا رہا
جس جگہ مکتب سر رہ دیکھتا
اُسکو سنتا تھا اور رستے دو چند
آیا مکتب مین شہ عالی گہر
رہگیا حیران و ششدر بادشاہ
اپنی دختر کے عیان سب نشان

رہے جو کچھ انکے سوائے مرد دین
چھوڑ کر قصہ کو اوہام کے حسن
ضبط کر دلمین ہے گر جوش و دل
الغرض مان باپ ابراہیم کے
صورت و سیرت مین یکتا دیکھکر
جب وہ رشتہ سے انکے تھا فراغ
غیب سے آنے لگا نا و طعام
قدرت حق سے ہوا وہ نیک بخت
ہوش و فہم و عقل و ادراک کا
شستہ و رفتہ نہایت بول چال
دلمین وہم کا ارادہ یہ ہوا
اِس ارادے پر وہ فرخندہ شعار
تاکہ ایسا مرد دہقانی ملے
عابد و مسکین کریم و پارسا
الغرض ہر صبح وہ مرد نکو
تھا یہی ہر روز اوہم کا شعار
ہوگئی اسطور پر مدت بسر
با وزیران و سپاہ و لشکران
بادشہ نے جب سُنی اُسکی صدا
صحیح الفاظ اُسکے مدوشد
سنتا پڑھنا جاکے ہر اک طفل کا
دیکھے از اُستاد کو شاہ نکو
سُنکے شفقت سے سبق ہر طفل کا
دلمین اپنے جوش الفت دیکھکر
اُسکو صورت مین مشابہ دیکھکر

ہے وہ مردود او شیطان لعین
تو بیان کرنے لگا راوی سخن
تا مخاطب کے نہ گم ہوجائین ہوش
دیکھکر اُسکو نہایت غش ہوے
خوش ہوے القصہ وہ مادر پدر
دیکھکر بیٹے کو ہوتے باغ باغ
قدرت ایزد سے اُسکو بالدوام
گلشن گلزار پر بھی فوق تر
تیز تر سب سے اُسے حق نے دیا
ہر صفت مین تھی وہ صاحب کمال
غور کیجے اُسکی اس تعلیم کا
لیکے ابراہیم کو اندر کنار
جستہ للہ اُسے تعلیم دے
عالم یزدان پرست و با وفا
لاتا اُس مکتب مین ابراہیم کو
شغل اُسکا تھا یہی لیل و نہار
ایکدن ناگاہ از حکم قدیر
با دلیران و امیران ہمان
دلپر اُسکے کچھ اثر پیدا ہوا
سُنکے غش غش کر گیا فرط خوشی
کرتا پھر انعام ہر اک کو عطا
چھٹی دلواتا تھا پھر ہر طفل کو
کی ہر اک پر اُنکے رتبے کی عطا
رہگیا خاموش شہ انکو سیر
یاد آئی اسکو دختر اسقدر

ہو گئی سارے محل میں یہ دھوم / عورتوں کا ہو گیا آ کے ہجوم
جسکو جو آتا تھا سو تدبیر کی / عود و عنبر کی بہت تبخیر کی
کم ہوا کچھ دلکا ان کے اضطراب / ہوش میں جب آ گئی وہ شیفتہ تاب
گود میں پھر اسکو لیکر ناگہان / سانس ٹھنڈی بھر کے کرتی تھی بیاں
ای مرے لخت جگر کے ہم شبیہ / ای مرے نور بصر کے ہم شبیہ
ای مری رشک قمر کے ہم صفت / ای مرے گلبرگ تر کے ہم صفت
ای مری اس گلبدن کے ہم نشان / ای مرے شیریں سخن کے ہم نشان
ای مرے اس لعبت چین کے قرین / ای مرے آہوے مشکین کے قرین
ای مرے تابندہ اختر کے شبیہ / ای مرے مہر منور کے شبیہ
ای مری نادیدہ دنیا کے مثال / ای مرے فرزند زیبا کے مثال
ای مرے یوسف کے ہم طرز و روش / ای مرے لیلی کے ہم نقش و قماش
ای مرے جان جہان کے ہمعنان / ای مرے غنچہ دہان کے ہمعنان
ای مرے اس موکمر کے ہم کمر / ای مرے یاقوت لب کے ہم گہر
دیتا ہی ہر جزو تیرا یہ گمان / یوسف گم گشتہ ہی تیرا نشان
ہی جو ہر ہر جزو تیرا بالیقین / یادگار لیلی محمل نشین
کون ہیں بتلا تری مادر پدر / نام سے انکے مجھے آگاہ کر
شاہ کی دختر کا جو کچھ نام تھا / وہ بھی ابراہیم نے بتلا دیا
اور بتایا نام ادہم باپ کا / دشت میں اپنے کی رہنے کی جا
نام کو ادہم کے ہر اک مرد و زن / جانتا تھا خوب بر وجہ حسن
کیونکہ وہ عاشق تھا دخت شاہ پر / اسلیے واقف تھا اس سے ہر بشر
چند مدت وہ پھرا تھا واں خراب / جانتا تھا اسکو ہر اک شیخ و شاب
مر گئی تھی جبکہ دخت بادشاہ / دلمیں ہر اک کی یہی تھا اشتباہ
نقض عہد عقد جو اسنے کیا / دی تھی کچھ ادہم نے شاید بددعا
تھا اسی کی بددعا کا یہ اثر / مر گئی جھٹ پٹ جو وہ رشک قمر
اسلیے ادہم سے حسن اعتقاد / دلمیں تھا ہر شخص کے حد زیاد
جب سنا ادہم کا اور دختر کا نام / رہگیا حیرت میں ہر اک لا کلام
سوچتا تھا دلمیں اپنے ہر بشر / راز مخفی سے ولیکن بیخبر
شاہ کو اور اہلیہ کو شاہ کی / نام دختر سنکے حیرت سی ہوئی
تھے اگرچہ اس میں سو اشتباہ / الفت قلبی ولیکن تھا گواہ
دل ہی دلمیں کر رہے تھے وہ خیال / ہی جو یوں الفت سے انکے دلکا حال
یہ تڑپ یہ اُس پہ گرویدگی / غیر جز وحدت نہیں ہوتی کبھی
کیا سبب ہی یوں جو دل ہی بیقرار / اسقدر کیوں ہی طپش بے اختیار
آپ ابراہیم کو نہلا دھلا / دی نئی پوشاک پاکیزہ پنہا
اپنے ہاتھوں سے کھلا کر پھر طعام / کرتے تھے ہر جنس کی اس سے کلام
طفل کو پھر گھر کے اندر چھوڑ کر / آیا باہر شاہ فرخندہ سیر
بیٹھکر خلوت میں از پا تا بفرق / بحر حیرت میں ہوا یکبار غرق
بادشہ کے دلمیں آیا یہ خیال / پوچھیے ادہم سے اس دختر کا حال
فرق اسکی راستگوئی میں نہیں / جو کہے گا سو وہ سچ ہی بالیقین
مرد حق ہی پای بند راستی / جھوٹ ہرگز وہ نہ بولیگا کبھی
یہ سمجھکر حکم دربان کو دیا / عاجیونکہ شاہ نے آگہ کیا
طفل کو آئے کوئی لینے اگر / روکیوں اسکو نہ تم بیرون در
دست بستہ با ادب لے آئیو / مجھ تک اس درویش کو پہونچائیو
منتظر ادہم کے آنے کا وہاں / بیٹھا تھا وہ بادشاہ کامران

آنا ادہم کا مکتب میں شام کو ابراہیم کی طلب میں استاد سے سننا بادشاہ کے لیجانیکا حال پھر وہاں جانا بصد وحش حزن و ملال

آیا مکتب میں قدیمی وقت پر / لینے ابراہیم کو اسکا پدر
خالی مکتب دیکھکر گھبرا گیا / آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا

ماجرا ہے یہ بلا کم و کاست
جو کہا میں نے ہے یہ راست راست

جب سنا شہ نے یہ نادر ماجرا
غنچۂ دل ہو گیا فرحت سے وا

زندگی کی سنکے دختر کی خبر
تھی خوشی ہر اک کو اسقدر

جس خوشی کا ہو نہیں سکتا بیان
برتر از تحریر و تقریر و گمان

اہلیہ نے شاہ کی سنکر خبر
بیبیو اُنکو دیئے لعل و گہر

جو کہ اُسکی ہم سن و ہم عمر تھیں
ساتھ اُسکے مدتوں تک کھیلتیں

گوشہ میں جسکے پلی تھی وہ پری
کھیل میں تھی جسکو ہمسری

تھیں وہ ہندو شیر کی جو دائیاں
شاہ نے سب پھر بلوالیاں

حکم سب کو یہ دیا جلدی ابھی
جا کے تم دیکھو کہ وہ ہے یا نہیں

عفو یہ کی ایسی طرح کرنا نگاہ
تا رہے تم کو نہ ہرگز اشتباہ

پوچھیو سب اُس سے پنہانی بچے
گوش دل سے سنیو جو کچھ وہ کہے

اپنے لڑکپن کا سب راز و نیاز
پوچھنا اُس سے بعجز و امتیاز

فی الحقیقت ہے وہی دختر اگر
تو مجھے جلدی سے دو آکر خبر

پالکی میں کر کے ہر اک کو سوار
بھیجکر عجلت سے شاہ نامدار

جا کے سجدہ میں لگا کرنے دعا
گریہ و زاری سے با صد التجا

مناجات

اے خدا وارندہ عرش بریں
میں تو گو اس امر کے قابل نہیں

لطف تیرا لیک سب پر عام ہے
قاضی الحاجات تیرا نام ہے

کچھ نہیں یہ لطف سے تیرے بعید
ہو شب تاریک غم گر روز عید

یوسف مصری کو بعد از قرنہا
باپ سے آخر دیا تو نے ملا

اسطرح میرے بھی دلکو شاد کر
خانۂ ویران کو پھر آباد کر

جائے غم اب فرحت و خوشی بخش
زخم دل کو مرہم کافور بخش

قول ادعونی اے خدائے دادگر
قدرت کامل سے اپنے راست کر

اُسکا کہنا ہوا گر قضا دریغ
صدق سے یا رب کی دے نور فروغ

بادشہ سجدے میں تھا گریاں نزار
اتنے میں دوڑا ہوا آیا سوار

وہ رہے اُسنے مبارکباد دی
اور حقیقت حال کی ساری کہی

لیجئے پہچانا اُسے اے بادشاہ
ہے وہ دختر آپ کی بے اشتباہ

ہے وہی یہ دختر مریم صفت
ہے وہی یہ گوہر برج سلطنت

مجھکو بھیجا ہے کہ دے جاکر خبر
کیا ہے حکم اے بادشاہ دادگر

سنتے ہی یہ مژدہ جانبخش شاہ
با امیران و وزیران و سپاہ

خود ہوا ملنے کو دختر کے سوار
وہ شہ والا نسب عالی تبار

آگے مستورات کی سب فوج رواں
پیچھے پیچھے بادشاہ کامران

شہر میں اسبات کا چرچا ہوا
دیکھنے کو نکلی اک خلق خدا

رفتہ رفتہ پہونچے آخر کو وہاں
تھا جہاں ادہم کے رہنے کا مکاں

چھوڑ کر سبکو وہاں سے دور تر
پا پیادہ وہ گیا نیکو سیر

لیکے ساتھ اہل حرم کو خود گیا
تھی جہاں وہ بیکسی رونق فزا

بن میں دیکھا ایک ٹوٹا سا مکاں
خار و خس کا اُسکے آگے سائباں

بستر خس پر بصد عجز و نیاز
کر رہی تھی وہ ادا اپنی نماز

پارہ پارہ پیرہن مانند گل
تھا عیاں جس سے بدن مانند گل

سر کی چادر میں بہت پیوند تھے
گنتی تھی اُنگلی پہ ورد تعداد سے

دیکھکر اس حال ابتر کو وہاں
آگیا غش اُسکی مادر کو وہاں

دیکھکر دختر کا اپنی تنگ حال
آ گئی رقت بادشاہ کو بھی کمال

دیکھکر دختر کا یہ رنج و محن
گریہ و زاری میں تھا ہر مرد و زن

کر چکی جب وہ ادا اپنی نماز
دائیوں نے یوں کیا عرض نیاز

تیرے ملنے کیلیے اے سیمبر
لائے ہیں تشریف مادر و پدر

یہ خبر سنتے ہی وہ رشک پری
دوڑ کر دونوں کے قدموں پر گری

جوش شفقت کا جو دونوں کو ہوا
اپنی چھاتی سے لیا اُسکو لگا

پھر پہنایا اُسکو شاہانہ لباس
ہودج زریں بٹھایا اپنے پاس

ہو گئے دختر اور مادر ہمکنار
اک سواری میں ہوئے دونوں سوار

شاہ و ادہم دونوں باہم اکجا
اک عماری میں ہوئے رونق فزا

باہزاران عزت و تمکین و ناز
ہو گئے مسکین جس سے مالدار
اس تجمل سے سواری شاہ کی
سندس و سنجاب و خز و گلبدن
راہ حق میں مال و زر بالکل دیا
خوب ہوتی ہے اکیلے یاد حق
بادشاہا دشت و صحرا کی ہوا
میں کروں وقت اپنی کو بسر
فدوی بھی بہتر و سہی شاہ
لیک وہ ہم تھا از بس وحشی مزاج
کب پسند آئے اُسے باغ و قصور
جسنے پائی کچھ بھی درویشی کی بو
کار دنیا کے ہیں سب لہو و لعب
ہے کہاں شاہ سلیمان سعد لو
ہے سراسر کار دنیا بے ثبات
مرد بنکر رشتۂ دنیا کو توڑ
ہے یہ دنیا برمثال کشت زار
جب وہ میعاد مقرر ہو چکی
کرتے ہیں پھر از سر نو کشتکار
متصل ہے اس گلستان کی ہوا
زہد و طاعت میں بن تو مشتغل
ہو کے رخصت سب سے صحرا میں گیا
ترکیب میں قلب کے مصروف تھا
دیکھکر فرزند وزن کو اک تعلل

شہر میں داخل ہوا با امتیاز
صاحب ثروت امیر نامدار
آکے اپنے گھر میں پھر داخل ہوئی
اطلس و کمخواب و دیبا کی کمین
اسقدر حیرات کی بے انتہا
خوش نہیں آتی مجھے یہ خلق دق
ہے موافق طبع کو میری سدا
یاد حق میں سب سے ہو کر تجرد
آئیگا خادم میں لیکن گاہ گاہ
وحشیوں کو ہے سدا خلوت علاج
اختلاط خلق سے جو ہو نفور
جاہ و حشمت کی کرے کب جستجو
عیش ہو جاتی ہے دم میں منقلب
ہے کہاں اس کوس شاہی کا غلو
جو پھنسا اس میں کیا شیطان نے مات
اسکے پہلے چھوڑنے سے اسکو چھوڑ
آدمی اس کشت کے ہیں برگ و بار
خود بخود ظاہر ہوئی پژمردگی
سلسلہ جاری ہے یہ تا روز شمار
ہے یہ پیری و جوانی تو ابان
تا نہ ہو حشر میں خوار و خجل
تھی قدم کی سکی جو رہنے کی جا
محو ذات ذوالجلال کبریا
رہ گیا اک دو دن چلا جانا ادھر

لعل و یاقوت و زمرد سیم و زر
جو خزینہ میں تھا اُسکے مال و زر
اہلیہ نے شاہ کی لٹا دیا
جو کہ توشکخانہ میں موجود تھا
تین دن کے بعد ادہم نے کہا
اس ہجوم خلق سے دل ہے تنگ
حکم ہو مجھکو کہ تا جاؤں قدیم
اہلیہ میری رہے جائے کنیز
شاہ نے ہرچند سمجھایا اُسے
جسکو خلوت میں ملا ہے وہ لقا
کھل گیا ہو راز پنہانی جسے
گر نہ ہوتا مسکنت میں کچھ مزا
ہے کہاں اسکندر و افراسیاب
ہے کہاں وہ جاہ وہ انگشتری
جسنے اس دنیا سے کی پہلو تہی
عمر دنیا ہے متاع پُر غرور
ہوتا ہے اس کشت کا نشو و نما
کرکے مستاصل سے از بیخ و بن
ہے جو سرسبزی تجھے چندی بہا
زور و قوت ادر جوہر عقل کا
الغرض وہ ادہم فرخندہ فال
چھوڑ کر وہ عیش وہ ناز و نعیم
بعد مدت کے اگرچہ جا رہتا
جب تلک وہ مرد حق زندہ رہا

بخشے محتاجوں کو شہ نے بقدر
سب کیا قربان اُسکے نام پر
زیور و زر جو کہ اُسکے پاس تھا
اُس خوشی میں سب دیا اُسنے لٹا
اے شہ عاجز نواز و باسخا
اختلاط خلق ہے کام نہنگ
دشت و بر میں فارغ البال کم
اور غلامی میں یہ فرزند عزیز
اور یہاں رہنے کو فرمایا اُسے
دوست رکھتا ہے وہ تنہائی سدا
کب پسند آتی ہے سلطانی اُسے
کیوں نبی اُسکو خدا سے مانگتا
ہے کہاں کاؤس کا جام شراب
ہے کہاں یوسف و اُسکے مشتری
مردم دانا وہی ہے بس یہی
جو پھنسا اس میں ہوا رحمت سے دور
تا بمیعاد معین اے فنا
کرتے ہیں آراستہ پھر کارکن
اسپہ مغرور ہے اے نوجوان
امتحان کیوا سطے سمجھو ملا
کرکے فانی جاہ دنیا کو خیال
فقر اور فاقے میں بطرز قدیم
شہر میں بھی آ کے وہ وہ رہا
یہ طریقہ اُسکا پایندہ رہا

تربیت کرنا بادشاہ کا بطور فرزند ابراہیم فرخندہ سیرت کو اور ولیعہد کر کے سونپنا کاروبار سلطنت کو

تھا غرض فن بادشہ کا روز عید
جسکو تھی حسرت سے نعرہ زنی
بادشاہ کے الغرض بیٹا ہوا تھا
با عصمت مہر برج سلطنت
بہتر از فرزند ابراہیم کو
جان و دل سے چاہتا تھا اسپر فدا
واسطے تعلیم اور تلقین کے
سبکو اسپر تھیں عنایتہای حق
یہ خصائل ہیں عطائے کردگار
ظلم و جور و فسق یا فعل جمیل
فعل انکے جو کسب ہیں ہر فعل کے
جو کہ ہے منطوق شرع مصطفے
کسب میں ہے جبر کہنا سب غلط
طوق لعنت تو ہے جبر یا قصان
چھوڑ کر یہ جبر و قدر اے نور عین
جبر میں جو ہے سو ہے وہ خلیل
صانع شمشیر اچھا بالیقین
کام تھا فی نفسہ گرچہ ملیح
قتل کافر مورد تحسین ہوا
خلق اسکا مورد تحسین ہوا
گر نہوتا کسب میں کچھ اختیار
الغرض وہ رشک بنائے زبان
لایا سجدہ شکر یزداں کا بجا
نظم و نسق فوج و ملک و بحر و بر
جسکے اوپر ہو عنایات خدا

رات اسکی تھی شب قدر السعید
اس اندھیرے میں نئی پھر روشنی
کچھ نہ تھی اولاد دختر کے سوا
در درج التقا مریم صفت
جانتا تھا بادشاہ ہی دوستو
پاس سے کرتا نہ دم بھر کو جدا
جمع ابراہیم کے خاطر کیے
رکھتا تھا ہر بات میں سب پر سبق
کسب کو اسمیں نہیں کچھ اختیار
ہیں یہی افعال باطن کی دلیل
تو خدا کو مان الگ ہو جبر سے
جبر ہے اسمیں نہ کر کم یا سوا
ہے ترا املا و انشا سب غلط
کاملوں کو تاج رحمت بیگمان
یاد رکھ تو ایک مردین ہیں
فرع میں جو ہے سو ہے وہ اصیل
ضارب شمشیر مردود لعین
کسب نے تیرے کیا اسکو قبیح
قتل مومن مورد نفرین ہوا
کسب تیرا مورد نفرین ہوا
پوچھتا پھر تجھسے کیوں پروردگار
ہو گیا ہر فن میں یکتائے زمان
اور ولیعہد اپنا اسکو کر دیا
سونپ کر سب کار ابراہیم سے
اسکو دیتا ہے زیادہ حوصلہ

اس اندھیرے گھر میں گویا ماہ و مہر
تھا خزاں سے وہ چمن پژمردہ تر
تھی وہی اک دختر نیکو سیر
اس سبب وہ دختر کان تمیز
صبح سے تا شام شب سے تا سحر
نکتہ دان و ہوشیاران جہان
عمر میں گو خورد ابراہیم تھا
طور و طرز اسکا نہایت مرغوب تھا
ملتی ہیں ہر شخص کو روز ازل
یہ حسن ہیں یہ خصائل ہیں حسن
سنگ کی اور تیر کی ہے اسمیں فرق
حکم حق جو ہوا وہ کر کو ہو روا
جبر وہ ہے پیش چوگان قضا
تو نہ جبری اگر کامل نہیں
ہے نہ بالکل جبر و بالکل اختیار
خالق میں اور کسب میں بھید ہے فرق
خلق میں ہر چیز ہے بیشک حسن
قتل کی قدرت ہے تجھمیں القبیا
خلق میں اسکی نہ تھی مطلق بدی
عدل سے ہے بات وہ کیونکر بعید
گر کرے تو کسب کو اپنے درست
صورت و سیرت میں پاکر بے نظیر
روبرو اپنے امور مملکت
با فراغ بال و شادی طرب
ہیں مشغول صوت میں سارکیان

قدرت حق سے ہوا روشن چراغ
نکلے پھر اسمیں شگوفے اور ثمر
رشک مہر و مشتری رشک قمر
تھی زیادہ جان سے اسکو عزیز
رکھتا ابراہیم کو پیش نظر
کاملان و اوستادان زمان
عقل میں تھا بزرگوں سے سوا
کام جو تھا اسکا اک خوب تھا
فرع انکے ہیں نتیجہ ہر عمل
یہ اگر بد ہیں تو بد ہیں بے سخن
جو نہ سمجھے پھر غفلت میں ہے غرق
لا نہ کچھ حیلہ و حجت درمیان
بنکے صابر تو نہ مارے دم ذرا
پوچھ لے اسکو اگر غافل نہیں
راہ حق ہے بیچ میں ہی ہوشیار
ہے غضب گر تو نہ سمجھے یہ فرق
حکمت و رحمت ہی کا رد و امن
کسب پر موقوف ہے اچھا برا
لیک بیشک کسب میں ہے بہتری
گر کرے مجبور کو زجر شدید
دین و دنیا کا ہو ہر اک کام جیت
بادشاہ دادگر آفاق گیر
حل و عقد کار و بار سلطنت
عیش و عشرت میں وہ رہتا روز و شب
فرق سیرت کا ہے انکے درمیان

ف
جبری و قدری و
فرقہ اہلسنت الاحمد
اہلسنت کا لا جبر
ولا قدر بلکہ
امر بین بین

عود و عنبر کے تھے یہ انبیا
سیرت بد سے ہوا فرعون بد
دیکھتے ہیں رنگ ظاہر گاؤ خر
کوزۂ گل میں ہو گر آب حیات
خوشخطی اور بدخطی کچھ ہی فنا
تھا جو ابراہیم پر لطف خدا
رغبت جس سے ہو ظالم مضمحل
عدل کب ہو گر نہو قہر و غضب
گر نہو موقع پر اپنے لطف و قہر
علم بے موقع سراسر ظلم ہے
ہیں صفات قہر و لطف اُسکا کمال
گر نہوتا عدل ہیں درکار قہر
حلم کی جا حلم دیا ہے قہر قہر
گذرے جب اسطور سے دو چار سال
آگیا جب شہ کا وقت رحیل
کیوں ہوا ہے لغو میں مصروف تو
مرگ سے شہ کے ہوا ایسا قلق
اُسکے ماتم میں بہت اندوہناک
وہ اسی حالت میں بہت با سوز و درد
تیر دکھلے ہو چکا جب دار و مدار
مسند شاہی پہ بیٹھا لیک دل
ہوتی ہے غافل کی ظاہر پر نظر
تخت تیرا تختۂ تابوت ہے
اس بلا کو کھو اگر تو کھو سکے
ہے وہ کرتا جہد کوشش جسقدر

لعل و گوہر کے نہ تھے یہ انبیا
سیرت بد سے ہوا نمرود بد
رنگ باطن پر ہے مردوں کی نظر
تو وہ ہے مرغوب طبع کائنات
وصل معنی میں نہیں رکھتی ذرا
ربط و ضبط ملک خوب اُس سے ہوا
لطف وہ جس سے خوش ہر خستہ دل
رحم کب ہو گر نہو رنج و تعب
تو وہ لطف قہر ہے بے شبہ زہر
رحم بے موقع سراسر ظلم ہے
دونوں ہمسایۂ میزان عدال
شہد کو پر کرتا کیوں جا بجا قہر
نوش کی جا نوش جا ہے زہر زہر
مر گیا وہ بادشاہ خوش خصال
پھر نہیں سکتی اجل دم بھر کی ٹل
ہے ہر اک شے ہالک الا وجہہ
رنگ چہرے سے ہوا خلقت کی فق
قبر پر رہتا تھا بیٹھا سینہ چاک
شاہ کے غم میں با چالیس روز
کام پھر آتا ہے کیا یہ اضطرار
ہو گیا دنیا سے بالکل مضمحل
قضا حق میں کی آخر پر نظر
ماسوی حق کی جو ہے طاغوت ہے
تخم نیکی بوا گر تو بو سکے
اور سکھلتا ہو زیادہ بیخبر

تھیں نہ اسکی کیا پسندیدہ خصال
اچھی خصلت سے ہوا سونے کی
جام زریں میں ہو گر بول پلید
لفظ ظاہر گو ہوں بدخط و تیر
طفل نابالغ کی ظاہر پر نظر
انتظام فوج و عدل و عہد و داد
عدل وہ جس سے ہو ہر مظلوم شاد
قہر ظالم پر سراسر عدل ہے
جس طرح معنی نہیں ہر جا نگزا
جائے گل تو گل ہو جائے خار خار
انہیں گر کچھ کچھی ہستی ہوئی
الغرض ہر فعل ابراہیم کا
عیش میں تھا ہر صغیر و ہر کبیر
پوری ہوتی ہے جو میعاد اجل
جام زہر آلودۂ مرگ ہے لبریز
روح تن میں سے ہوئی ہے بے شغل
تھا زیادہ سب سے ابراہیم پر
با ہزاراں حسرت افسوس و غم
آخرش ارکان دولت نے کہا
با ہزاراں پند و عجز و انکسار
آدمی کی دیکھکر دم پر یاس
دیکھکر دنیا ہے دو دن کی کر و فر
ہے یہ دنیا کشت زار آخرت
کار دنیا میں ہوا جو مبتلا
کار دنیا کی نہیں کچھ انتہا

اس سبب سے تھی عطائے ذوالجلال
پاک طینت تھی خلیل اللہ صفی
ہے بھلا کس کام کا وہ بے رشید
اہل معنی کی ہے معنی پر نظر
اہل باطن کی ضمائر پر نظر
شرع کے موجب کیے سب داد و داد
قہر وہ جس سے ہو ظالم نامراد
قتل سفاک ستمگر عدل ہے
سوء تدبیری سے ہوتی ہے فضا
گلشن دنیا ہے تا باغ و بہار
تو نہیں وہ عدل الرشتی ہوتی
تھا سراسر لائق مدح و ثنا
خوش تھے اُس سے سب امیر و فقیر
لغو ہیں پھر ساری تدبیر و عمل
سبکو بیٹھنا ہے سفر سے ہی بسیر
تو ہی اک بیٹھا ہیں سرشتہ گر
رنج و دوری شہ عالی گوہر
رہتا تھا ہر وقت سر در پیش غم
ہو چکا ہونا تھا جو حکم قضا
اُسکو سمجھا کر کیا مصروف کار
ہو گیا دنیا سے دل اُسکا اداس
سخت غافل ہو گئے ہیں رو کر
تو اسے کرتا ہے بار آخرت
مثل خر گویا وہ دلدل میں پھنسا
ابتدا دل ہی میں اُس سے اٹھا

کر ضروری کار یوں پیدا ادا ۔ جسطرح کھائے کوئی کڑوی دوا
کسب و محنت سے بصد رنج و ملال ۔ جو کوئی پیدا کرے قوت حلال
خط نفسانی بھی گر للہ ہو ۔ وہ صلوٰۃ و صوم کے ہمراہ ہو
ہو عمل ظاہر میں گو خرد و صغیر ۔ حسن نیت سے ہو بہتر از کبیر
لغو بے نیت کے ہیں سارے عمل ۔ ہے یہ وعظ و پند سب کے در عمل
الغرض وہ مجمع لطف و سخا ۔ محرم راز جناب کبریا
لیک تھا دنیا سے دل برداشتہ ۔ بہ فنا بے بقا پنداشتہ
جانتا تھا کار دنیا مستعار ۔ کرتا تھا بہر ضرورت کاروبار
عدل اپنے عصر میں ایسا کیا ۔ محو مطلق ہوگیا ظلم و جفا
جان و دل سے بنے اوسیکے لئو ۔ عفو ہے تجھکو جو ہے جاے فرو
نیت خالص سے گر اسنے کیا ۔ وہ عبادت میں ہے لکھا جائیگا
نیت خالص ہے لیکن معتبر ۔ ہو سکے تو دلکو اپنے صاف کر
پھر اگر نیت ہے اول سے خراب ۔ تو غزا و حج بھی ہیں بے ثواب
ہے دکھانے کو اگر عجز و نیاز ۔ تو کلید باب فسق ہے وہ نماز
یعنے ابراہیم شاہ دو جہان ۔ کرتا تھا ظاہر میں گو کار شہان
کار دنیا سے نہ تھی چسپیدگی ۔ کچھ نہ تھا دل سے نہ تھی گرویدگی
ملک رانی اسکی با آب و تاب ۔ وہی بس ہیں واللہ اعلم بالصواب
شمع پروانی کو دے تکلیف اگر ۔ قطع جلد اسکا کرے گلگیر سر
ظلم سے توڑے جو ٹہنی ہری ۔ پھیرے قصاب گردن پر چھری

دنیا سے بیزار ہونا ابراہیم کا چھوڑنا تخت و دیہیم کا

دس برس چلہ کشی کرنا غار نیشاپور میں پھر کعبہ کو جا کر مصروف ہونا عبادت رب غفور میں

سلطنت میں بھی یہ شاہ خوش خصال ۔ ویسے تھا مصروف یاد ذوالجلال
خدمت درویش تھا اسکا شعار ۔ جان و دل سے تھا فقیروں پر نثار
انکی صحبت کا ہوا دل پر اثر ۔ کفش پا اس سلطنت پر مار کر
سلطنت کے ترک میں جو تھے خصال ۔ مختلف لوگونکی ہیں یہ مقال
اچھے اچھے لیکے ساتھ اپنے سوار ۔ ایکدن ناگہ گیا بہر شکار
ہو کے وہ اپنے سوارونسے جدا ۔ پیچھے دو فرسنگ اسکے رہ گیا
سمجھکو اس غار میں پیدا کیا ۔ وحشیوں پر تا کرے جور و جفا
بات یہ کہکر وہ غائب ہوگیا ۔ نقش اسکا شاہ کے دل پر ہوا
کی اسی دم سے فقیری اختیار ۔ دشت کا رستہ لیا بالاضطرار
آ گیا ناگہ جو دل میں یہ خیال ۔ اٹھکے تنہا وہ شہ نیکو خصال
دیکھتا کیا ہے کہ اک پیر نکو ۔ کرتا ہے بیٹھا کنارے پر وضو
اسکی وہ شکل و شمائل دیکھکر ۔ تھا کھڑا ششدر شہ نیکو سیر
یہ فرشتہ ہے کوئی یا ہے بشر ۔ بھید سے اسکے نہ تھے آگاہ گر
پاؤں پر اسکے گرا تب شاہ جا ۔ اپنی چھاتی سے لیا اسکو لگا
سنتا جیسا مرد درویش فقیر ۔ جاتا ملنے اس سے شاہ بے نظیر
یار غار عالمان و فاضلان ۔ دوستدار عابدان و کاملان
دور سے خلعت شاہی کیا ۔ پا برہنہ رستہ صحرا کا لیا
بعضے کہتے ہیں کہ وہ شاہ زمان ۔ دشت و بن میں پھر ہے حیران
دور سے آہو اسے آیا نظر ۔ پہونچا اسپر شاہ گھوڑا مار کر
جاتے جاتے ہوگیا آہو کھڑا ۔ با فصاحت ابن ادہم سے کہا
ہے غرض ایجاد سے تیری کچھ اور ۔ کر ذرا تو دلمیں اپنے آپ غور
سنتے ہی آشفتہ عالی گہر ۔ چھوڑکر دنیا ہی وہ نکلا بسر
بعضے یوں کہتے ہیں وہ شاہ جہاں ۔ کرتا تھا دریا پہ صید ماہیان
پا پیادہ بہر سیر آب جو ۔ پھرتا تھا دریا پہ وہ فرخندہ خو
نور چہرے سے عیاں ہے مثل خور ۔ سر سے پا تا رحمت حق سے پر
دلمیں کہتا تھا کہ یارا جہان ۔ یوسف ثانی یہاں آیا کہاں
پھر جب کر کے وضو فارغ ہوا ۔ جا کے ابراہیم قدموں پر گرا
یوں کہا پھر کر کے لطف بیکران ۔ خضر میرا نام ہے اے نوجوان

مجھکو بھیجا ہی خدا نے پاک نے / تیری ہی تلقین کرنیکے لیے
علم باطن پھر اُسی تلقین کیا / خلق کا جس سے ہوا وہ پیشوا
اسم اعظم بھی دیا اُسکو تبا / جس سے وہ نور مجسم بن گیا
خضر جب تعلیم اُسکو کر چکا / فی امان اللہ کہا غائب ہوا
عشق کا ایسا ہوا جوش و خروش / ہوگئے مغلوب جس سے عقل و ہوش
تاج شاہی کو لیا سر سے اُتار / خلعت دنیا کو کرکے تار تار
مثنوی میں مولوی معنوی / یوں روایت کرتے ہیں اُسحال کی
آدمی کے پاکا کھٹکا بام پر / سُنکے جاگا وہ شہ نیکو سیر
دیکھکر شہ نے تعجب سے کہا / کون ہی تو نام اپنا جلد بتا
سُنکے وہ بولا باآواز حزین / ہو نہیں کچھ جز بندۂ اندوہگین
ہین نہ لعل و سیم و زر گم کردہ ہون / بندۂ مسکین شتر گم کردہ ہون
عقل اتنی تجکو لے نادان نہین / بام پر بھی اونٹ چڑھتا ہی کہین
بر خلاف عقل جو تجسے ہوا / ہی جنون یا تجکو مالیخولیا
ہی مری اِس جستجو سے بھی غریب / ہی مری فہمید سے بھی بس عجیب
کہکے یہ وہ شخص غائب ہوگیا / بادشہ دنیا سے تائب ہوگیا
الغرض وہ بادشاہ کامران / چھوڑکر اپنا دیار و خانمان
لذت دنیا ہی دونکو چھوڑکر / یاد میں اللہ کے باندھی کمر
تھا جو کچھ حق ریاضت سو کیا / جسم کو فاقون سے کانٹا کردیا
جسم کو توڑے تو ہو سرسبز روح / ولتین ظاہر ہین جسکے فتوح
جائے ویران ہی خزانے کا مکان / گر تکلف ہی جواہر دان کہان
اس فقیری میں بھی ابراہیم کو / جستجو تھی تا ملے مرد نکو
چند مدت اس تکاپو میں رہا / آخرش بر آیا دل کا مدعا
آخرش اُس سے ملا وہ مرد دین / رہنمای عارفان و کاملین
ماہ برج معرفت اہل صفا / محرم راز جناب کبریا
چند مدت اُنکی خدمت میں رہا / حق ریاضت کا ادا اُسنے کیا
ہی یہ دنیا جیفہ و طالب کلاب / چھوڑدے اسکو کہ تا ہو باریاب
دم کے دم میں قلب نورانی ہوا / مرد حق سے ملکے حقانی ہوا
منکشف اسپر ہوئے اسرار غیب / جلوہ گر ہر چیز سے انوار غیب
چھوڑا ابراہیم نے خویش و تبار / راہی صحرا ہوا بے اختیار
جذب مستی میں کیا ترک وطن / الغرض لعل و زر و فرزند و زن
ترک کرکے لباس دنیا کو وہ / بے سر و پا کے چلا صحرا کو وہ
گھر میں اپنے وہ شہ عالی گہر / نیند میں سوتا تھا اک شب بیخبر
دیکھتا کیا ہی کہ اک مرد جوان / سقف پر پھرتا ہی وہ ہر سو دوان
کسطرح اسجا ہوا تیرا گذر / جستجو کرتا ہی کیا تو بام پر
اونٹ میرا گم ہوا ہی ناگہان / میں تلاش اسکی کو آیا ہوں یہان
شاہ نے ہنسکر کہا اے بیخرد / جستجو تیری ہی یا اک خبط و رد
فہم سے صد سالہ رہ ہی دور یہ / ہی خلاف عقل بے دستور یہ
یون کہا اُسنے کہ اے فرخندہ خو / مسند شاہی پہ حق کی جستجو
حق کو ڈھونڈے سلطنت میں جو بشر / مجھسے سو درجہ ہی وہ بیعقل تر
ہی روایت دوسری یون بھی کہی / طول کے ڈر سے نہین لکھی گئی
اسطرح الٹے ہوکے دلبرداشتہ / زینت دنیا کا [illegible]
کھانا پینا سب یادسے بھلا / محو مطلق شغل باطن میں ہوا
جسم ظاہر گو ہوا مثل ہلال / روح لیکن ہوگئی بدر کمال
جسم کی ہی زیب و زینت جسقدر / ہی وہ راہ حق سے بیشک دور تر
جسجگہ ظاہر کا ہو دست کروفر / اُس سے ہٹتا ہی وہ فیض دور تر
تا ملے ایسا کوئی کامل بشر / جسکی صحبت کا ہو دل میں کچھ اثر
ولیے جو جس چیز کا جویا ہوا / حاصل آخر مدعا اُسکا ہوا
قطب دین محبوب رب العالمین / پیشوائے مرشد اہل یقین
مجمع اخلاق مولانا فضیل / مرشد آفاق مولانا فضیل
جسم کو اپنے کیا بالکل فنا / محو شغل و ذکر ایزد میں رہا

تھا فنا فی اللہ کا رتبہ اُسے / عادۃً تھا آدمی کہنا اُسے
تھا زبس آئینۂ دل منجلی / نور حق سے تھا وہ بالکل صیقلی

جسم ابراہیم ظرف عشق تھا / عشق کی مے سے لبالب ہو گیا
عشق نے کی جس کے سینے میں جا / کب جا دی اُسمیں دلبر کے سوا

عشق ہے وہ برق خاطف اے پسر / غیر دلبر کا کرے جو قطع سر
ہر دو دنیا سوز اوّل خلقت عشق / غیر سے رکھتا ہے نفرت یہ عشق

میل حوا پر جو آدم کو ہوا / عشق نے کیا کیا اُسے رسوا کیا
غیر حق پر جب گئی اُسکی نظر / عشق نے اُسکو کیا زیر و زبر

غیرت عشق خدائی نے کیا / ناز و نعمت سے بہشتوں کی جدا
گر نہ کرتا غیر پر اپنی نظر / ہوتا کیوں یعقوب بالکل بے بصر

حال پسر حضرت ابراہیم کا کہ وقت ترک دنیا کے صغیر السن تھا اور بعد بلوغ بادشاہ بلخ کا ہوا پھر حال باپ کا اُس کے کعبہ شریف میں زیارت کو گیا باپ کا بیٹے سے مل کر خوش ہونا تخم الفت کشت دل میں بونا پھر ہاتف کی آواز کہ دعوی عشق خدا میں غیر سے محبت کرنا اور ابراہیم کا منفعل ہو کر دعا مانگنا بیٹے کا مرنا

گوش جاں سے سن یہ اے غفلت گسل / عشق کا معلوم ہوتا تجھکو حال
رکھتا ہے جو دعویٔ عشق خدا / امتحاں کرتا ہے حق اُس شخص کا

اقتباس النور میں ہے یوں لکھا / جبکہ ابراہیم تاج اولیا
ترک کے دنیا کو ابراہیم نظر / ہو گیا درویش شاہی چھوڑ کر

ایک تھا انکا صغیر السن پسر / مشتری و ماہ سے رخشندہ تر
بعد اُنکے جبکہ وہ بالغ ہوا / مسند شاہی پہ بیٹھا اُنکی جا

بلخ میں کی حکمرانی چند سال / نظم و نسق ملک میں وہ باکمال
سنکے خلق اللہ سے حال پدر / ذکر درویشی کا اُنکی سربسر

چھوڑ کر ظاہر کا عز و احترام / کرتا بیت اللہ کا عزم قیام
اشتیاق اُسکو زیارت کا ہوا / قصد بیت اللہ کا اُسنے کیا

سونپ کر دستور کو سب کاروبار / راہی کعبہ ہوا وہ نامدار
کھینچکر تکلیف رنج بے حساب / پہونچا کعبہ میں شہ عالیجناب

دیکھکر اک دور بستی سے جا / فوج کا اپنی وہاں ڈیرا کیا
با پیادہ پھر ادب سے با نیاز / شہر کے اندر گیا وہ پاکباز

تا زیارت سے پدر کی شاد ہو / خانۂ دل وصل سے آباد ہو
باکمال اشتیاق و آرزو / کرتا پھرتا تھا پدر کی جستجو

الغرض بعد از ہزاراں التماس / خانۂ کعبہ میں وہ باپ کے پاس
اُس شہ نیکو سیر سے مل گیا / دیکھکر یہ اُنکے قدموں پر گرا

اور بتایا اپنا سب نام و نشان / انکے ملنے کے لیے آیا یہاں
دیکھکر بیٹے کو بس شاداں ہوا / خانۂ دل اُسکا آبادان ہوا

اپنے سینہ سے لیا اُسکو لگا / اور تفقد حال کا اُسکے کیا
شفقت الفت سے احوال پسر / ابتدا سے انتہا تک پوچھکر

طور و طرز دین آئین پسر / شرع احمد کے مطابق دیکھکر
اپنے دل میں وہ نہایت خوش ہوا / بیٹے پر لطف و کرم بے حد کیا

وصل سے بیٹے کے شاداں دیکھکر / ہو گیا ناراض چرخ فتنہ گر
درپئے تکلیف و ایذا ہو گیا / بے تامل وا کیا دست جفا

ہے یہ وہ سفاک ظالم سنگدل / رکھتا ہے ہر اہل دل کو تنگدل
خوشدلی اسکو پسند آتی نہیں / راحت اِسکو مطلقاً بھاتی نہیں

بعد اُسکے اپنے اپنے گھر گئے
گھر گئی جب اُسکے مرنیکی خبر
سلطنت کی ترک سے بھی سوا
حال جو ہوا ماہی بے آب کا
کثرت گریہ سے خلقت کی ہائے
غم میں اُسکے تھا جو ہر اک مبتلا
کر رہے تھے غم سے ہر شخص نالہ
رنگ تاریکی دو چرخ چنبری
بے بقا ہے عیش دنیا بے بقا
کیونکہ ہر شے کی طناب ہستی
ہے کھینچنا میں ہے صبا ذوالک
دیکھنے سے تجکو آرام و قرار
اسطرح کا جب ہو دشمن گھات میں
کیونکہ نا معلوم ہے وقت اجل
خنجر لاحول سے کر دو بدم
ہے یہ سارا روئیکی غزل
وہ شہنشاہ سریر ملک بقا
زبدۂ اقران حیدر روزگار
باکمال عجز و زاری و نیاز
آپ کو جو اسطرح کرتے فنا
نون دلسے اپنے پہلے کر وضو
ہو عبادت نفس پہ ہوتی ہے شیطان
تاکہ ہو ایمان بالغیب البشر
قلب میں جسکے ذرا ہو کھٹکا
جھکے کہ سمجھ عشق دوست صورت کو

بادل پر درد و چشم تر گئے
اس جہان سے کوچ کرنے کی خبر
ہو گیا اُن بیکسون پر حادثا
تھا وہ اُنکے اہل و اصحاب کا
ہو گیا اک چشمۂ آنسو کا رواں
ارغوانی تھا سمن زار بدن
تختۂ ہاے سنبلستان پائمال
ماتم غم سے ہوا نیلوفری
اس کسے دل ہر گز نہ اپنا تو لگا
مقتدا اس چرخ سے ہے آنزولی
گھات میں بیٹھا ہے تیرے تاک
یہ کریگا آخرش تیرا شکار
حیف ہے غافل ہو تو دیرا نہیں
ہو سبا دار ہزن ایمین بخیل
اس سگ ناپاک کے سر کو قلم
ہے گر اپنا روحکو منزل ترسفر
محرم راز خبایا کبریا
عہد کے دوران محب کردگار
باکمال ذوق و شوق جانگداز
تو ہو وہ مقبول درگاہ خدا
سر ہے کعبہ پر گنبد کے مانند تو
وہ جہاد اور جنگ ہے بالاتفاق
جان کے لینے میں سے کوشش بالکل
جسکی سینے میں بیخ قد آنکھ
[illegible]

ساکنان کہہ دارباب بلخ
آہ و واویلا کا غل ایسا مچا
تھا جو درد ترک شاہی پدر
دیکھیے جسکو سو تھا اندوہناک
گورے چٹے چاندسے عارض تھے
مارتے تھے سر کو ہر اک سنگ پر
دود آہ سینۂ ناشاد سے
کار دنیا ہے فقط خواب و خیال
گردش گردون گردانکا اثر
کھینچی ہے جو کہ گردش سے طناب
تو تو صید عاجز و لخستہ ہے
کر کے تجکو خوب فربہ و سمن
تو بھی رکھ آمادہ اپنا زاد راہ
ہے عدو دین شیطان رجیم
کر ریاضت سے بدن کو مثل تار
الغرض تا مدت پنجاہ سال
مقتدائے زاہدان کاملین
یعنے ابراہیم تاج اولیا
یاد حق میں کرکے عمر اپنی بسر
قطع راہ عشق اگر آسان ہو
اقربا و خویش کا کر سر قلم
حق تعالی نے براے امتحان
قلب میں جس شخص کے ایمان ہے
دوستا کو سمجھے ہیں جو دردانہ شمر
یہ شہادت اُنسے ہوتی ہے ادا

اُنکی ماہ عید کی آپہونچی سلخ
ہو گیا اک حشر کا سا زلزلا
فوق اس سے بھی ہوا ماتم بپا
صبح صادق کی طرح سینے چاک
غم کی سیلی سے وہ نیلے ہوگئے
اور طمانچے عارض گلرنگ پر
بیوہ و ایتام کی فریاد سے
تو غم و شادی ہے اُسکی خاکدال
دم بدم ہر چیز میں ہے کارگر
ہے وہی ہر بر بشر کو پیچ و تاب
بال و پر شکستہ و پابستہ ہے
کھال کا تیری کریگا پوستین
پاس رکھ انفاس کا با انتباہ
دشمن موروثی و دو لئیم
رہزن دین تا نہو گر نیکار
خانۂ کعبہ میں با جاہ و جلال
پیشواے اولیاے واصلین
مرشد برحق امام اصفیا
ہو گیا قربان اُسکے نام پر
بایزید وقت ہر انسان ہے
عشق کے میدان میں جب رکھے قدم
یہ عبادت فرض کی ہے بیگمان
جانکا دینا اُسے آسان ہے
کب جہاد و جنگ میں وہ دلیر
جان و مال اپنا وہ کرتے ہیں فدا

[...]نا ہو جسطرح تن پائمال / اسقدر ہوتا ہے قرب ذو الجلال
جیسا جیسا ٹکڑے ٹکڑے ہوئے بدن / ہوئے راضی اسقدر وہ ذوالمنن
بن عبادت کبھی جو ہو فوق تر / وہ جہاد نفس ہے اے بے خبر
ہے جہاد خرد جنگ و انتقام / تھی جہاد نفس اکبر والسلام
جنگ کفار سے ہے اکثر جو ہون / ہے اگرچہ سب عبادت سے فزون
لیک جنگ نفس ہے اس سے سوا / کیونکہ اسکا ہے حریف ایسا چھپا
ہے سپاہ زر جنگ کا ظاہر عیان / ہے حریف اسکا ولیکن بے نہان
یہ مخالف جانتا ہے گھر کا حال / دشمن واقف سے ہے بچنا محال
یہ مخالف ہے دلی ہے ہمنشین / وہ مخالف ہے پہ کچھ واقف نہین
قتل جس نے نفس کافر کو کیا / درحقیقت اسکو سو شہیدون کا ملا
ہے جہاد ظاہری مین ایک موت / ہے جہاد نفس مین ہر لحظہ فوت
کام جو کچھ نفس کے برعکس ہو / ہے وہی ہر لحظہ مرگ [illegible]
گر وہ چاہے آب شیرین لطیف / دے بجاے آب کے تلخ و کثیف
نفس کی خواہش کو ٹھوکر پر چلا / ہے جہاد باطنی یہ [illegible]
بستر سنجاب و دو چاہے اگر / رکھ تو سنگ و خشت اسکے زیر سر
گر چہ چاہے حلہ ہا زرنگار / کر [illegible] کہنہ سے اسکو [illegible]
چاہیے اسکو اگر جام شراب / جاے شربت تو اسے دے زہر ناب
ملک پر رکھ نفس کے ہر دم نظر / رکھ [illegible] ہر گز نہ اسکی [illegible]
یہ تو بار خفتہ و افسردہ ہے / ہے یہ سر و سامان کے بس مردہ ہے
سرو ہی خلاس سے ہو تا طرار / ورنہ یہ فرعون کا ہو اوستاد
ہوا اگر سامان سبب اسکا درست / اس سے ہوون شاد اور سرکش و چست
موسی فرعون ہین تجھ مین نہان / دیکھ نفس و روح کو اے نوجوان
مستعد ہو کر تو اس فرعون کو / بحر قلزم مین ریاضت کے ڈبو
ہمرہی کر موسی عمران کی تو / پیروی کر جان سے قرآن کی تو
جسقدر کرتا ہے تو کار زبون / موسی عمران ہو جاتا ہے خون
گر کرے تو نفس کی خواہش کا کام / جان لے فرعون کا تو ہے غلام
تجھسے مین کہتا ہون اے فرخندہ پے / یہ علامت نفس کے سرتیزی کی ہے
گر کرے کوئی خلاف طبع کا / یا تجھے تکلیف ہو اس سے مدام
طبع پر تیرے نہ آوے کچھ ملال / اور برائی کا نہو ہرگز خیال
جو زیادہ تر تجھے تکلیف دے / تو نکوئی ساتھ اسکے بھی کرے
جب ہوا یہ نفس سرکش پائمال / کب برائی پر ترا جاوے خیال
اسلیے کہتا ہون تجھسے اے [illegible] / تاکہ آوے اس سے شاید تجکو عقل

بیان نفس کشی حضرت ابراہیم قدس اللہ سرہ کا

شیخ ابراہیم تاج اولیا / عابد و زاہد امام اصفیا
جب چلے دریا مین لا کر جہاز / سمت نیشاپور سے سوے حجاز
اتفاقا اسمین تھا کوئی امیر / صاحب حشمت امیر ملک گیر
حاکم و والی و مرد نامدار / نائب سلطان نہایت مالدار
تھے وہان جو سب ارکان عیش / اور مہیا پاس سامان عیش
دست بستہ خادمان ماہرو / اور رفیقان لطیف بذلہ گو
رات دن اسجا تیان شوخ و شنگ / رہتے مصروف محو راگ و رنگ
ایک شب نقال محفل مین وہان / کر رہے تھے نقل ابنای زمان
یاوہ گوئی تھی وہان سے حد برون / مسخرا اور ہزل بکتے سو فزون
تازہ تازہ نقل کرتے تھے وہان / جو ہنر اپنا کرتے تھے سب عیان
عیب کو اپنے سمجھتے تھے ہنر / علم سے اس جہل کو بد کر فوق تر
عیب کو اپنے سمجھتا ہے ہنر / اپنی کم فہمی سے سرتاپا بشر
عیب کو اپنے اگر جانے برا / تو عذاب حق مین ہو کیون مبتلا
ای خدا یا یہ نظر بندی ہے کیا / جو بری چیز وہ نیک سمجھے ہے بھلا
وہم مین حرص و ہوا کے تو ہے بند / زہر قاتل کو سمجھتے ہین قند
قلب پر انکے ہوئی مہر خدا / ہے بصر اور سمع پر پردہ پڑا
اس لگن مین ہو گیا جو مبتلا / گرچہ دانا ہے تو بس اسکی دوا

رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر

ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ ۱۲

وہ ہوا ہے فعل جس سے نابکار
جس سے ہین ہم سرنگون شرمسار

اس خطا سے ہم ہین بیشک بہی
قاتل گردن زدنی و کشتنی

جان و تن ہم نے کیا تجھپر فدا
دے ہمین جو کچھ کہ تو چاہے سزا

ہم سراسر خار تو باغ جنان
ہم خس و خاشاک تو گل بیگمان

ہم زمین تیرہ ہین تو آفتاب
ہم کتان کہنہ تو ہے ماہتاب

کیا جنان کیا جان کیا شمس الضحیٰ
جنکو تیرے سامنے ہو مرتبا

جان جان و ہمٰکاں جان جہان
تو ہے اور ہم نقش پاے بے نشان

ہم نہ سمجھے تھے نشان مین ہے بشر
ورنہ کیون ہم اسقدر ہوتے دلیر

ہمکو اس صورت پرستی نے کیا
معنی و معنی شناسی سے جدا

صورت ظاہر مین ہر اک ہے بشر
لذت معنی ہے سب مین مستتر

فرق معنے سے ہوا کوئی نبی
اور ہوا کوئی ابو جہل شقی

ہو نہ جبتک بحر معنی مین شنا
تو نہین باطن کا مطلق آشنا

ہے لبان حلقہ تو بیرون در
دلبر حجلہ نشین سے بیخبر

سر ٹپکنے سے نہین ہوتا وصال
ہے یہ خودبینی تری جی کا وبال

تو رہے اور زمین ڈوبی رہے
تن ہے تیرا نہ تنہائی رہے

ہو نہ جبتک بحر حیرت مین فنا
کب ملے وحدت کا تجکو ذا لقا

سیکڑون پردون مین حسن دلربا
جلوہ فرما ہو رہا ہے برملا

جب وہ بے پردہ ہوا پھر تو کہان
شمس جب چمکا کہان تارے رہا

شمع پرا ہے شمع ایوان علوم
شب کو پروانونکا ہوتا ہے ہجوم

صبح کو سب ہیچ نور آفتاب
ہین فنا واللہ اعلم بالصواب

جو کہ ہے یون نفس سرکش تباہ
پھر وہی دونون جہانمین بادشاہ

الغرض وہ مظہر آیات حق
لیگیا اصل ہنر مین سب پر سبق

نفس کو جب اسطرح کشتہ کیا
تب ہوا سر دفتر ملک بقا

جو ہوا صحبت مین انکی باریاب
تھا اگر ذرہ ہوا وہ آفتاب

تھا وہ مہر برج عرفان خدا
مصدر انوار فیضان خدا

اُسنے کچھ فیض باطن کا ہوا
ہے وہ لکھنے اور پڑھنے سے سوا

سیکڑون ابدال و اقطاب زمان
اولیا و عابدان زاہدان

سلسلہ مین شیخ ابراہیم کے
ہر زمانے مین غوث ہوتے رہے

سلطنت سے سبقت کرے گا بامراد
سلسلہ انکا علی یوم التناد

ایکسو اکسٹھ مین وہ پیدا ہوا
یکصد و سہ سال تک زندہ رہا

دو سو اور چونسٹھ ہجری آئے جن
جب ہوا فردوس مین اسکا وطن

اُسکے صدقے سے تجھے بھی با خدا
ذوق و شوق زہد و عرفان گر ملا

لب لباب اس داستان کا اسکو افسانہ نسمجھین وہ تعلق سے اپنے اپنے نفس پر منطبق کرلین

نظم مین جسکی ہے یہ داستان
ہے غرض کچھ اور اس سے درمیان

یہ کچھ افسانہ نہین اے بیخبر
گوش دل لیکے کھول تو اے خوش گہر

صورت افسانہ تو پیمانہ ہے
ہین معانی اسکے [illegible] مثل ہے

رنگ پیمانہ پہ تو کیا ہے فدا
گر ذرا دریافت مے کا ذائقا

ہے غلط بینون کی صورت پہ نظر
لذت معنی سے جو ہین بے خبر

ہے بیان چشم بصیرت جسکی وا
اسکے پڑھنے سے اُسے ہو ذائقا

ہین اس کیسہ مین لعل بے بہا
تو خزینہ زر جسے ہے جانتا

تو جسے کرتا ہے افسانہ خیال
سر سے پا تک ہے یہ تیرا حسب حال

کر تامل سے نظر اے نیک پے
تو ہی درہم تو ہی ابراہیم ہے

ہے ترا قصہ یہ بیشک سر بسر
رکھ نہ ابراہیم وادہم پر نظر

زوجہ و دختر ہے شاہی جہان
اور یہ اس عالم دنیا کو جان

طالب دنیا ہے ادہم ای پسر
دختر دنیا پہ شیدا سر بسر

لذت نعمای دنیا ہے لی
ہے عروس مکر زیبا ہے بنی

علت و معلول مین ہے پستگی
ہوتی ہے دختر یہ سے کھچی ی

زیرکونکے واسطے نادان ہین | احمقونکو ہوشیار انسان ہین
مفلسونکے واسطے ہین مالدار | مالدارونکے لیے مسکین و خوار

آدمی کیواسطے ہے لعل و زر | لعل و زر کیواسطے ہین یہ بشر
اسکو اُسکے ساتھ ہے وابستگی | اُسکو اسکے ساتھ بھی ہے بستگی

جسکو سب جانتا ہے تو برا | منفعت ہین وہ بڑی اسکے سوا
گر تو دیکھے غور سے اے مرد دین | منفعت سے کوئی شی خالی نہین

خالی حکمت سے نہین فعل حکیم | تیری کج فہمی سے اے مرد سلیم
اسلیے کرتا ہون تجھسے ایک نقل | تاکہ آدے اُس سے شاید تجھکو عقل

حکایت طبیب کی کہ کرم نجاست کی پیدائش کو بیفائدہ سمجھا اور اللہ تعالیٰ نے اُسکو متنبہ کردیا

تھا کسی جا اک طبیب پر خرد | حاذق و دانا حلیم مستند
جانتا تھا خوب وہ امر طب | ماہر و دانا سے واقف کار طب

اتفاقاً ایکدن بہر ضرور | پائخانے مین گیا وہ بے شعور
دیکھکر کرم نجاست کو حکیم | دلمین یون کہنے لگا ربِ کریم

لغو کیون تو نے اسے پیدا کیا | کچھ نہین ملتا ہے اسکی فائدا
نے دوا اور نے غذا کے کام کا | مفت مین ہے یہ بلا مین مبتلا

دلمین پھر ہر چند اسنے غور کی | منفعت اسکی نہ کچھ ظاہر ہوئی
کی کتابون مین کئی دن جستجو | فائدہ دیکھا نہ اسکا ایک مو

ہو نہ جو معلوم شی کا فائدا | نسبت اپنے جہل سے کرتا تھا
نفع ہے سو جو دین ہے ہوشیار | جانتا ہے اُسکو علم کردگار

جانے ہر شی کا کہی نفع و ضرر | تو ہوا اُسکے فائدے سے بیخبر
جو کہ شی بدتر سے بدتر ہے یہان | ہین ہزارون فائدے اسمین نہان

موت جو ہر چیز سے ہے تلخ تر | فائدے ہین اسکے اندر بیشتر
بعد مرنیکے وہ ہونگے آشکار | جسطرح ہو شمس نصف النہار

حکمت باریتعالیٰ یون ہوئی | ہو گئی بیماری اسکو آنکھ کی
اُترا وہ نزول آنکھون مین آخر دل | ہو گیا اندھا وہ مرد بوالفضول

فعل پر حق کے کرے جو کج نظر | ہے وہ اندھا بلکہ اندھے سے بتر
کی بہت اُس شخص نے اپنی دوا | پر ہوا ہرگز نہ ظاہر فائدہ

فصد و مسہل اور تدبیرین تمام | کرکے آخر تھکا ہارا وہ مرد خام
موجد تاثیر و علت ہے خدا | جب غضب اُسکا ہو کیونکر ہو شفا

سب یہ تدبیرات ظاہر ای پسر | قدرت اللہ سے ہین کارگر
تو توکل کرکے مرض کی کر دوا | پردہ ظاہر دوا ہے اے فتا

ہے دوا کا حکم بھی اسواسطے | صنعت حق تا کہ ظاہر ہو تجھے
ورنہ کیا تدبیر کیسی ہے دوا | قبضۂ قدرت مین اُسکی ہے شفا

ہونکے عاجز تو وہین جا پڑ رہین | جسطرح کہتا ہے رب العالمین
کر توکل پر دوا کے ہر مرض | تاکہ ہو باطل نہ حکمت کی غرض

چاہیے تجکو نہ کچھ رد و بدل | مرضی مولا ہے اعلا و اجل
کی بہت سی اُسنے جب سعی و فغان | قدرت حق سے ہوا وارد وہان

مرد کحال غریب و بینوا | جانتا تھا خوب آنکھونکی دوا
دیکھکر اندھے کو وہ بولا اگر | دے مجھے تو پانسو دینار زر

تو کرون مین تیرے کوری کا علاج | جس سے بالکل جائے سوء المزاج
پانسو دینار لیکر اک دوا | اُسنے دی آخر کو آنکھون مین لگا

دو گھڑی تو بیقراری سی رہی | بعد اسکے جب گئی وہ بیکلی
آنکھین روشن ہو گئین مثل چراغ | دل ہوا فرحت سے اسکا باغ باغ

حالت اصلی سے بھی زیادہ بصر | ہو گئی دم مین زیادہ تیزتر
سجدۂ شکر خدائے بے نیاز | دلسے وہ لایا بجا با صد نیاز

بسکہ دانا تھا نہایت وہ طبیب | عاقل و فرزانہ و مرد لبیب
چاہا اُسنے اُس سے نسخہ لیجیے | اسکے بدلے مین جو کچھ لے دیجیے

ہیں یہی یہ خرفروشان باعمل — مرکب شیطان و خوار و تنبل
شور و غل کرنے لگا وہ خرفروش — شرم سے پھر ہو رہا قاضی خموش
خلق میں گر ہوگئی یہ بات فاش — ہو گی مشکل پھر یہاں کی بود و باش
احمقی سے ہوتے ہیں سب کام سخت — سہل کو کرتا ہی مشکل عاقبت
اس سبب سے تا ہوا افشا ہی راز — قاضی کرتا اسکی تعظیم و نیاز
ہوں اگر احمق تو دنیا میں حسن — پھر نہوں ممتاز ہشیار و فطن
کام میں دنیا کے جو ہیں ہوشیار — ابلہ و ناداں ہیں پیش کردگار
عقل وہ ہی جس سے ہو عقبی درست — کام ہو جس سے کہ اپنا کار درست

ہو کے پھر ناچار قاضی نے کہا — اٹھ کھڑا ہو پاس اپنے گھر کو جا
تا کہ خلقت میں نہو خندیدگی — مفت کی پاتو نہیں ہی رنجیدگی
جب یہ کرنا عزم تھا اخراج تھا — پیش پا ہوتا وہی پھر ماجرا
چار بدنامی سے قاضی کو ہوا — خرفروش آخر کو اسکا مقتدا
جب تلک زندہ رہا وہ خرفروش — قاضی سے وہ ہو رہا جوش و خروش
جنکو احمق جانتے ہیں سب یہاں — ہیں وہ عند اللہ دانائی زبان
عقل وہ ہی جو وہاں ہو کام کی — شوق لعنت ورنہ وہ ہو جائیگی
اس سخن کا کچھ نہیں ہی اور سر — اے حسن اب داستان کو ختم کر

خاتمہ در مذمت دنیاے فانی اور اسکے ترغیب دلانے میں

ہی یہ دنیا سخت جاے نابکار — ایک حالت پر نہیں اسکو قرار

ہی تغیر اور تبدل صبح و دم — اسکی بو قلمون ہیں یہ ہم
شام کو کوکب اگر تابندہ ہی — صبح کہتے ہی وہ شرمندہ ہی
خلعت شاہانہ رکھتا ہی جو تن — چار دن کے بعد ہوتا ہی کفن
ایک کبھی خنداں نہیں لیتا ہوا — ہو نہ گریہ ساتھ جسکے تو امان
برنگشت بو پر اسکے جو مفتون ہی — طفل نابالغ ہی یا مجنون ہی
دیکھیے جب آنکھ سے دنیا کی فنا — دیکھتے ہی خود بخود گریاں ہوا
یعنے اس ظلمت میں چھوڑیگی وہ — قطع کی ہی میں نے مرکے آہ
وسعت دنیا تو تجھے بے انتہا — قطع کیونکر ہوگی اے میرے خدا
تھا وہ زندان رحم میں تجھ کی جا — تیرہ و تاریک و تنگ و بے ضیا
تھا مشیمہ جاے پوشاک لطیف — گندہ بو وار ناپاک و کثیف
یہ مکان واسع دبازیب و فر — یہ گل و گلزار و بستان و ثمر
یہ در و لعل و زمرد سیم و زر — مادر و ہمشیرہ و جد و پدر
ہو گیا اسوقت میرا حال آہ — جان کو ہوگا عجب جنجال آہ
جب ہوا اس مثنوی کا اختتام — تھے سنین ہجرت خیر الانام
پانچویں تاریخ تھی شوال کی — ختم جمعے کو ہوئی یہ مثنوی
تمام — نام حق پر ختم کر اپنی کتاب

صبح جو مانند گل خندان ہی — شب کی اندھیاری میں پنہان ہی
شمع کے سر پر اگرچہ تاج زر — باد صرصر سے لرزاں ہی مگر
بر میں جسکے ہی عروسانہ لباس — ہی وہ اسکے دوش پر سیاہ پلاس
ایک گل ایسا نہیں بے رنج خار — ایک گنج ایسا نہیں بے نیش مار
ہی رحم کی حبس میں جب تک جنین — درد و فکر و رنج و غم اسکو نہیں
ہو گیا پھر اسکو اپنی جان بر — سب ہیں اس دن سے اسکے پیچ پر
نو مہینے کھایا ہی خون جگر — طی کیا کس کس مصیبت سے سفر
کسطرح طی ہوگی یہ راہ دراز — مجھ نحیف و خستہ سے اے بے نیاز
خون حیض گندہ ناپاک زن — تھی غذا میری بصد رنج و محن
چھوٹنا انکا ہو جب مجھ شاق — قتل کرتا ہی مجھے انکا فراق
یار و فرزند و عزیز و اقربا — شیر و قند و روغن و نور و ضیا
ہونگے جب میں چھوڑ کر انکو چلا — اے خدایا راہی ملک بقا
طفل رو دے حیف اپنے حال پر — پیر ہو کر تو ہو غافل اے پسر
اے برادر بالیقین رنج و ملال — یک ہزار و دو صد و پنجاہ و یک
حق تعالی اس سے فیض عام دے — میری محنت کا بھلا انعام دے
اے حسن واللہ اعلم بالصواب — شد

خاتمۃ الطبع

ہزار ہزار شکر خداوند جلشانہ و عم نوالہ کا کہ کتاب مستطاب ندرت طراز قصہ عارف کامل پاکباز ممدوح عالم حضرت ابراہیم ادہم و خلدہما اللہ فی دار النعیم موسوم بہ گلزار ابراہیم مطبع منشی نولکشور واقع کانپور مین بسرپرستی معلے القاب عالیجناب منشی پراگ نراین صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام منصرم کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل

ایجنٹ مطبع بماہ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء دسوین مرتبہ چھپی۔

قطعہ تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع

کیا خوب حسن نے یہ لکھا قصۂ ادہم
دیکھی ہی تصوف مین نہین ایسی کہین نظم
عاقل جو تجھے مادۂ سال کی ہی فکر
لکھ سال اشاعت طرب آمیز ہین نظم
۱۳ ھ ۲۶

مثنوی لیلی مجنوں - ہاتفی۔
ظفر نامہ ملا ہاتفی - خاندان تیموریہ کی فتوحات ملکی مانند سکندرنامہ
مثنوی شیریں خسرو آصفی بمصنفہ آصف جاہ۔
مثنوی تحفۃ العراقین - از حکیم افضل الدین خاقانی۔
مثنوی نلدمن فیضی۔
مثنوی آشوب ہندوستان - تاریخ جنگ جدال باہمی
شاہزادگان خاندان تیموریہ۔
مثنوی گل کشتی - از امیر ابو المعالی نجات اصفہانی با شرح از راجہ
رتن سنگھ بہادر۔
مثنوی غنیمت مسمی بہ نیرنگ عشق - از مولانا غنیمت۔
مثنوی نشتر غم - از مولوی محمد مقیم۔
مثنوی نالہ منظور - از مولوی منظور احمد۔
مثنوی زلالی۔
مثنوی میر عبد الجلیل - بلگرامی۔
مثنوی شکرستان خیال - مع خوان نعمت۔
مثنوی - از ملا ذوقی۔
مثنوی زاد المسافرین - از ملا حسین واعظ۔
مجموعہ مثنویات نغز او نظم - شامل ہشت مثنوی - (۱)
مثنوی درصفت بنگالہ (۲) مثنوی معراج الخیال (۳)
مثنوی قضا و قدر از ملا ہلی - (۴) ایضاً دیگر منہ (۵)
مثنوی قضا و قدر از میرزا صاحب (۶) مثنوی زرمیہ
ایضاً منہ (۷) مثنوی قضا و قدر از ملا سلیم - (۸) مثنوی
درصفت علم از ملا سلیم۔
ترجیع بند خود رفتہ - از منشی بہاری لال خود رفتہ۔
گلدستہ نعت سرور کائنات - از مولوی جمیل الدین۔

فہرست کتب

داستان عبرت افزا۔

سلک پابی پیری۔ از منشی نامہ علی۔

کتب قصہ جات نثر

الف لیلہ۔ مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی میں ہے۔ اسکا ترجمہ اردو میں منشی طوطا رام شایان نے بعبارت دلچسپ کیا

فسانہ عجائب۔ جلی قلم با تصویر بعبارت رنگین و تمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور۔

ایضاً۔ با تصویر۔

ایضاً خورد بغیر تصویر۔

سروش سخن۔ بجواب فسانہ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔

طلسم حیرت۔ افسانہ از منشی جعفر علی تخلص شیون۔

باغ و بہار۔ قصہ چہار درویش از میر امن دہلوی۔

طلسم فصاحت۔ داستان از سید محمد حسین جاہ۔

آرائش محفل۔ قصہ حاتم طائی با تصویر حیدر بخش کاغذ سفید۔

ایضاً۔ با تصویر دیگر مراتب حسب بالا۔

ایضاً۔ بغیر تصویر۔

داستان امیر حمزہ۔ با تصویر چہار دفتر مسلسل ہند مترجمہ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی مولوی تصدق حسین۔

طلسم ہوش ربا۔ داستان امیر حمزہ بعبارت رنگین سحر کار از سید محمد حسین جاہ۔

مقتول جفا۔ از حافظ امیر الدین۔

افسانہ دلپذیر۔ از مولوی احسان اللہ جبا کوٹی ترجمہ ۱۹۔ از قصہ شکسپیر مصنف کتب انگریزی۔

نو طرز مرصع۔ از محمد عوض۔

بستان حکمت۔ اردو انوار سہیلی از فقیر محمد خان گویا۔

قصہ سیہ پوش۔ از عنایات اللہ تخلص تپش

فسانہ معقول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر۔

فسانۂ آزاد جلد اوّل۔ کاغذ گندہ از پنڈت رتن ناتھ مضمون نگار اودھ اخبار۔

فسانۂ آزاد جدید۔ مجموعۂ ذخیرہ چہ مہینہ یکجائی سن ابتدے ماہ جولائی ۱۸۷۸ء لغایت ۱۵ دسمبر سنہ الیہ۔

آئینۂ معقول۔ قصۂ قاسم و ہاشم از سید غلام حیدر خان بہادر

جادۂ تسخیر۔ قصۂ دلچسپ روکش فسانہ عجائب بعبارت ازال از نواب محمد حیدر علیخان بہادر۔

سنگاسن بتیسی نثر۔

بیتال پچیسی۔ با تصویر۔

گل بکاؤلی۔ از منشی نہالچند۔

طوطا کہانی۔ از میاں حیدر بخش۔

قصہ گل و صنوبر۔ از سیم چند۔

طوطی نامہ۔ مع قصہ ابراہیم ادہم از ستارہ غلام حیدر۔

ایک وسی زمیندار کا قصہ۔ ترجمہ انگریزی سے مترجمہ مسٹر ہنری خانسون صاحب۔

بوستان راحت۔ قصہ شاہزادہ ختن از منشی بھگونت رائے راحت

ارمغان دوست۔ اردو نظم و نثر از حکیم قاضی محمد رضی۔

نورتن۔ قصہ مشہور از میاں محمد بخش مہجور۔

قصہ اگر گل۔ از تخلص عاصی۔

سیر معقول۔ فسانہ نادر عبارت شستہ از سید غلام حیدر خان بہادر

قصہ گوپی چند بھرتری۔ از عبد اللہ۔

قصہ عابد و شیطان۔ نظم سو غفلت آمیز۔